بیان کی اہمیت اور اس سے متعلقہ امور پر
مشتمل ایک بے حد مفید تالیف

البیان

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ مزنگ لاہور

بیان کی اہمیت اور اس سے متعلقہ امورِ پر مشتمل

ایک بے حد مفید تالیف

البیان

حضرت علامہ محمد اکمل عطاؔ قادری عطاری

﴿ مدظلہ العالی ﴾

ناشر

مکتبۂ اعلیٰ حضرت جنازگاہ مزنگ لاہور

marfat.com

786
92

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

عنوان —— البیان

مصنف —— علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری مد ظلہ العالی

صفحات —— 96

ہدیہ —— 36 روپے

اشاعت اول —— ستمبر 2000ء

ناشر :۔ مکتبہ اعلیٰ حضرت سرائے مغل جنازہ گاہ مزنگ لاہور

لاہور اور کراچی میں ہماری کتب ملنے کے چند پتے

سنی کتب خانہ ستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور	مکتبہ زاویہ دربار مارکیٹ ستا ہوٹل لاہور
رضا ورائٹی ہاؤس دربار مارکیٹ لاہور	مکتبہ فیضانِ عطار اندرون ثاقب پلازہ خانیوال
اسلام بک ڈپو گنج بخش روڈ لاہور	مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر کراچی
مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ لاہور	ضیاء الدین پبلی کیشنز شہید مسجد کھارادر کراچی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور	مکتبۃ المدینہ امین پور بازار فیصل آباد
اسٹال مکتبہ اعلیٰ حضرت : ہر جمعرات بعدِ نماز عشاء سوڈیوال اجتماع (لاہور)	
اسٹال مکتبہ اعلیٰ حضرت : ہر ہفتہ بعدِ نماز مغرب فیضانِ مدینہ اجتماع (کراچی)	

marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
5	انتساب........	i
6	پہلے اسے پڑھئے........	ii
7	بیان کی تعریف........	1
7	کلامِ فصیح کی تعریف........	2
8	بیان کی افادیت واہمیت........	3
9	مبلغ کی ذات کے لحاظ سے........	4
19	سامعین کے اعتبار سے........	5
19	معاشرے کی اصلاح کے پیشِ نظر........	6
20	تنظیمی نکتۂ نظر سے........	7
25	**بیان نہ کرنے کے بارے میں حیلے اور ان کی وجوہات**	8
28	پہلی وجہ اور اس کا حل	9
29	دوسری وجہ اور اس کا حل........	10
30	تیسری وجہ اور اس کا حل........	11
32	چوتھی وجہ اور اس کا حل........	12
33	پانچویں وجہ اور اس کا حل........	13
36	چھٹی وجہ اور اس کا حل........	14

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
15	ساتویں وجہ اور اس کا حل............	36
16	آٹھویں وجہ اور اس کا حل............	37
17	نویں وجہ اور اس کا حل............	37
18	دسویں وجہ اور اس کا حل............	38
19	گیارھویں وجہ اور اس کا حل............	38
20	بارھویں وجہ اور اس کا حل............	38
21	تیرھویں وجہ اور اس کا حل............	42
22	بیان تیار کرنے کا طریقہ............	43
23	کتابوں سے اکتسابِ علم کا طریقہ............	44
24	بیان کے لئے ضروری کتب............	44
25	مطالعہ کا طریقہ............	45
26	مواد جمع کرنے کی ضرورت............	51
27	مواد کو ترتیب دینے کا طریقہ............	52
28	بیان سے پہلے چند قابلِ غور باتیں............	55
29	ایک مدنی مشورہ............	91
31	نئے مبلغ تیار کرنے کا طریقہ............	92
32	دعاء............	96

marfat.com

انتساب

راقم الحروف اپنی اس تالیف کو

"اَفْصَحُ الْفُصَحَاء..................

اَبْلَغُ الْبُلَغَاء..................

اَخْطَبُ الْخُطَبَاء..................

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن..................

ھَادِی الْمُقَرِّبِیْن ﷺ..................

کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بالخصوص ،

اور زمانۂ نبوی ﷺ سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام

"مسلمان مبلغین و معلمین" کی خدمت میں

بالعموم پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

کاش! بارگاہِ رسالت ﷺ سے مقبولیت کا پروانہ

جاری ہو جائے..................

الملتمس ... قادری

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ بمطابق 25 اگست 2000ء

marfat.com

پہلے اسے پڑھئے

پیارے آقا، مدنی مصطفیٰ، سید الانبیاء، شہہِ ہر دو سرا، حبیبِ کبریا ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے، ''اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا۔ یعنی بعض بیان ''جادو'' ہیں۔'' (بخاری)۔ مراد یہ ہے کہ بعض بیان سننے والوں پر اسی طرح اثرانداز ہوتے ہیں، جیسے جادوگر کا جادو اثرانداز ہوتا ہے۔

اس فرمانِ عالیشان سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ''قلوب میں انقلاب پیدا کرنے کے سلسلے میں بیان کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔'' یقیناً یہ انقلاب و تبدیلی، ایسے ہی بیان کے جواب میں ظہور پزیر ہوگی کہ ''جسے ہر زاویئے سے جانچ، پرکھ کر سپردِ سامعین کیا گیا ہو۔''

مذکورہ بالا حدیثِ پاک اور اس سے اخذ شدہ نتیجے کی روشنی میں یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ ''ہماری پیاری پیاری سنتوں کی عالمگیر تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' کی ترقی وبقاء کی خاطر اپنے بیان کو بہتر سے بہتر بنانا، اس کی ادائیگی میں سستی و کاہلی سے بچنا اور دیگر اسلامی بھائیوں میں اس کے لئے سمجھ و شعور و صلاحیت کا بیدار کرنا، بے حد لازمی و ضروری ہے۔

اسی نکتے کو پیشِ نظر رکھ کر کتابِ ھذا کو آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ سمجھدار مبلغین، چاہے نئے ہوں یا پرانے، ہر ایک کو چاہیئے کہ اس کا بار بار بغور مطالعہ فرما کر اپنے بیان کے نکھار اور دوسروں کے بیان کی اصلاح کے عمل کو تیز سے تیز تر کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تاحیات اخلاص واستقامت کے ساتھ سنتوں کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادمِ مکتبۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز

محمد اجمل عطاری عفی عنہ

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ مطابق 25 اگست 2000ء

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام وعلیک یارسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

"بیان پر قدرت" اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، یقیناً اس کا حصول، اسے موثر طریقے سے ادا کرنا اور اس پر استقامت، سعادت مندوں کا حصہ ہے۔ اس سے قبل کہ بیان کی افادیت پر کچھ روشنی ڈالی جائے، اس کی تعریف ذکر کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

بیان کی تعریف :۔

"وَھُوَ النُّطقُ الفَصِیحُ المُعرِبُ عَمَّا فِی الضَّمِیرِ ۔ یعنی بیان ایک ایسے فصیح کلام کو کہتے ہیں کہ جو دل میں موجود چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔"

(کتاب التعریفات۔ للجرجانی)

یقیناً جب انسان بیان کرتا ہے تو اپنے دل ودماغ میں موجود احساسات وخیالات کو قرآن وحدیث ودیگر دلائل کی روشنی میں سننے والوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔

مدینہ :۔ تعریفِ بیان سے معلوم ہوا کہ "بیان صرف مطلقاً الفاظ کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ "مافی الضمیر" کو "کلامِ فصیح" کے ساتھ ظاہر کرنے کا نام ہے۔"

کلامِ فصیح کسے کہتے ہیں ؟ اگر اس بات کو علمی لحاظ سے بیان کیا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ بعض اسلامی بھائیوں کے لئے دلچسپی سے خالی بھی۔ لھذا یہاں پر مختصراً اپنے الفاظ میں اس کا مطلب بیان کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

کلامِ فصیح کی تعریف :۔

"ھُوَ خُلُوصُہٗ مِن تَنَافُرِ الکَلِمَاتِ وَضُعفِ التَّالِیفِ

marfat.com

وَ التَّعْقِيْدِ مَعَ فَصَاحَتِهَا۔ فصیح کلمات پر مشتمل کلام کا تنافرِ کلمات، ضعفِ تالیف اور تعقیدِ لفظی و معنوی سے خالی ہونا۔" (مختصر المعانی۔ للتفتازانی)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "کلامِ فصیح اس کلام کو کہتے ہیں کہ جس میں درجِ ذیل تمام صفات موجود ہوں۔"

(1) اس میں استعمال کئے جانے والے تمام الفاظ و حروف کی ادائیگی زبان پر بے حد آسان ہو یعنی زبان ان کی ادائیگی میں بالکل دشواری محسوس نہ کرے۔

(2) ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جو عوام و خواص دونوں میں معروف ہوں، ایسے الفاظ کا انتخاب نہ ہو کہ جو سننے والوں کو اجنبی محسوس ہوں۔

(3) جو بات سمجھانا چاہیں، کلام سے اس کا سمجھنا سب کے لئے بالکل آسان ہو، ایسا نہ ہو کہ اتنے "مشکل انداز و الفاظ "یا" بے ترتیب طریقے" سے بیان کرنے کی کوشش کی جائے کہ سننے والے یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ "بیان تو بڑا زوردار تھا لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ حضرت کیا کہنا چاہتے تھے؟......"

ماقبل میں راقم الحروف نے "بیان کے حصول، اسے موثر طریقے سے ادا کرنا اور اس پر استقامت "کو سعادت مندوں کا حصہ قرار دیا ہے۔ یہ دعویٰ درست ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بیان کی افادیت واہمیت کا مختصر اجائزہ لے لیا جائے۔

بیان کی افادیت واہمیت :۔

بیان کی افادیت کئی لحاظ سے قابلِ ذکر ہے۔ مثلاً

﴿i﴾ مبلغ کی اپنی ذات کے لحاظ سے۔ ﴿ii﴾ سامعین کے اعتبار سے۔

marfat.com

﴿iii﴾ معاشرے کی اصلاح کے پیشِ نظر۔ ﴿iv﴾ تنظیمی نقطۂ نظر سے۔

﴿i﴾ مبلغ کی اپنی ذات کے لحاظ سے :۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ کسی مبلغ کا بیان کرنا اسے درجِ ذیل فائدوں سے فیضیاب کر دیتا ہے۔

(1) سنت پر عمل کی سعادت :۔

قوی و موثر دلائل کے ساتھ عوام الناس کو دین کی طرف مائل کرنا اور ان کا تعلق، اللہ تبارک و تعالیٰ اور آخرت کے ساتھ مضبوط کرنا، انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور اولیائے کرام (رحمہم اللہ) کا طریقہ رہا ہے۔ جب یہ بات تسلیم شدہ ہے تو اب ہر مبلغ کو اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنا چاہیئے کہ "وہ قدرت کے اس عطا کردہ انعام کے ذریعے مذکورہ نفوسِ کریمہ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کرنے کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو اپنے لئے بے حد آسان بنا رہا ہے۔"

اس کے برعکس ایسے اسلامی بھائیوں کو اپنے اوپر افسوس کرنا چاہیئے کہ "جو ہزارہا صلاحیتیں رکھنے کے باوجود اس سنت پر عمل پیرا ہونے سے محروم ہیں۔" ہو سکتا ہے کہ ان کی یہ سستی انھیں میدانِ محشر میں شدید پچھتاوے کا شکار کروا دے۔

(2) ملاقات میں آسانی :۔

کسی کو دین کی طرف مائل کرنے کے لئے مؤثر اندازِ ملاقات بہت اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ سامنے والے کو متأثر کئے بغیر "اپنی بات منوانا یا اس کے خیالات کو اپنے خیالات کے تابع کرنا" بہت ہی مشکل امر ہے۔ اپنی ذات

marfat.com

جملے بہترین ترتیب کے ساتھ موجود ہوں۔"

اب چونکہ ایک سمجھ دار اور اچھا مبلغ اپنے بیان کی افادیت بڑھانے کے لئے کثرت سے مطالعہ کرتا ہے، جس کے باعث نیا نیا مواد حاصل ہوتا رہتا ہے اور پھر اس مواد کو عوام کے سامنے بیان کرنے کے لئے اپنے ذہن میں مرتب بھی کیا جاتا ہے، چنانچہ بیان کی برکت سے اسے ضمناً، تحریر کو بہترین بنانے کے سلسلے میں مذکورہ دونوں معاون چیزیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

اس کے برعکس ایسے اسلامی بھائی کہ جو، بیان کی سعادت سے منہ موڑنے کو اپنے لئے باعثِ راحت تصور کرتے ہیں، یا تو تحریر کی ہمت ہی نہیں کر پاتے اور اگر کر بھی لیں تو ان کی تحریر میں وہ جاذبیت واثر وکشش پیدا نہیں ہو سکتی کہ جو ایک مبلغ کی تحریری میں بآسانی محسوس کی جا سکتی ہے۔

(4) خود اعتمادی کا حصول :۔

چونکہ مبلغ، بیان کی تیاری کے سلسلے میں مختلف مضامین پر مشتمل کتب کا مطالعہ کرتا رہتا ہے، لھذا اس کے ذہن میں بے شمار موضوعات کے بارے میں مواد جمع ہو جاتا ہے، نیز وہ اس مواد کو کثیر مجمع کے سامنے بیان بھی کرتا ہے، چنانچہ اسے ان دونوں چیزوں کے بے حساب ضمنی فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ "اس کی ذات میں زبردست خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔" نتیجتاً اسے مختلف شعبوں یا طبقوں سے تعلق رکھنے والوں کو دیکھ کر یا ان سے بات چیت کے دوران کسی بھی قسم کا احساسِ کمتری کا احساس نہیں ہوتا۔ اور پھر یہ بااعتماد گفتگو، دین کی تقویت اور ترقی کا باعث بن جاتی ہے۔

لیکن بیان و مطالعہ کی نعمت کو قبول کرنے سے انکار کرنے والے "دین

marfat.com

کی ترقی کے سلسلے میں مخلص اسلامی بھائی"ایک مخصوص طبقے کے علاوہ دیگر لوگوں کے ساتھ ملاقات کی ہمت نہیں کرپاتے، چنانچہ اگرانھیں کسی امیر وکبیر شخص یاپروفیسر وڈاکٹر یا کسی بڑے افسر یا کالج ویونیورسٹی میں پڑھنے والے طالبِ علم سے ملاقات کے لئے کہا جائے تو وہ ایک انجانے خوف میں مبتلاء ہو کر یا تو صاف انکار کردیتے ہیں اوریا پھر دورانِ ملاقات واضح طور پر سامنے والے سے مرعوب ومتاثر دیکھے جاسکتے ہیں۔یقیناً ذی شعور اسلامی بھائیوں کے لئے اس کے نتیجے کا اندازہ کرنا بالکل دشوار نہیں۔

(5) ثوابِ جاریہ کا سبب:۔

اللہ تعالیٰ جہاں مبلغ کو بے شمار دیگر انعامات سے نوازتا ہے وہیں اس کے لئے ثوابِ جاریہ کے دروازے کھول کر قیامت تک کے لئے راحت وخوشی کا سامان بھی فراہم کردیتا ہے۔ مبلغ کے بیان کی مذکورہ افادیت کو ایک مثال سے سمجھئے کہ"کسی نے زمین میں ایک بیج اگایا،اس سے پودا نکلا، پھر وہ تناور درخت بن گیااور پھر اس میں منوں کے حساب سے بہترین خوش ذائقہ پھل لگے،اس نے خود بھی کھائے اور دوسروں نے بھی انھیں سیر ہو کر کھایا۔ پھر ان کھائے ہوئے پھلوں کے بیج بھی اگادئے گئے،ان سے بھی حسبِ سابق پودے اور درخت نکل آئے اور اس طرح صرف ایک بیج سے لاتعداد پھلوں اور درختوں کے حصول کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری وساری ہو گیا۔"

پس مبلغ کا بیان، زمین میں اگائے جانے والے بیج کی مانند ہے،جب اس کے الفاظ سامعین کے دل ودماغ میں ہلچل مچادیتے ہیں، تو گویا کہ اس بیج سے پودا نمودار ہو گیا۔اور جب اس کے پُراخلاص بیان کی برکت سے لوگ نیک

marfat.com

بننا شروع کر دیں، گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں، عمل کرنا ان کے لئے بالکل آسان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری والے کاموں پر استقامت سے نواز دیئے جائیں، تو گویا کہ اب وہ ننھا سا پودا تناور درخت بن چکا ہے، اب چونکہ ان کے نیک بننے کا سبب یہ مبلغ بنا تھا، لھذا ان کے تمام نیک اعمال کا ثواب اسے بھی ملتا رہے گا، یہ گویا کہ اس نے اور دوسروں نے اگائے ہوئے پھلوں کو کھایا۔ اور پھر جب نیک بننے والے ان نعمتوں کے حصول کے ساتھ ساتھ دوسروں کو نیک بنانا بھی شروع کر دیں، اور وہ مزید دوسروں کو ...... اور پھر وہ مزید دوسروں کو ...... تو گویا کہ کھائے ہوئے پھلوں کے بیجوں کو اگا دیا گیا، اب ان شاء اللہ عزوجل یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

☆ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے، البتہ تین چیزیں پھر بھی باقی رہتی ہیں۔

(۱) صدقۂ جاریہ۔ (۲) نفع دینے والا علم۔ (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا مانگتی رہے۔" (مسلم)

☆ ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ " تقریباً دو سال پہلے اجتماع میں بھارت سے آئے ہوئے ایک مبلغ نے ایک سنت بیان کی تھی، میں اس سنت پر اسی وقت سے عمل کر رہا ہوں۔"

اس بات کو سن کر راقم الحروف کافی دیر تک اس مبلغ کی قسمت پر رشک کرتا رہا۔ آپ بھی غور کیجئے کہ یہ تو ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے، نا معلوم اس وقت کتنے ایسے لوگ ہوں گے کہ جنھوں نے اس بیان کردہ سنت پر عمل کی نیت کی ہو گی۔ اب وہ مبلغ تو اپنے گھر جا کر دوسرے کاموں میں مصروف ہو چکا ہے لیکن

marfat.com

یہاں نیکیوں کا جو میٹر چلا کر چلا گیا اس کا "نفع" اسے نا معلوم مدت تک حاصل ہوتا رہے گا۔ اور مزے کی بات یہ کہ اسے خود معلوم نہیں ہوگا کہ روزانہ میرے نامۂ اعمال میں کس قدر نیکیاں لکھی جارہی ہیں، ہاں! بروزِ قیامت جب اس کا نامۂ اعمال کھولا جائے گا، تب اسے علم ہوگا کہ "اس کی زبان سے نکلنے والے یہ مختصر الفاظ اس کے لئے کتنا عظیم الشان ذخیرہ بن چکے ہیں۔"

اور پھر یہ تو ایک بیان کی برکت کا "ادنیٰ سا ظہور" ہے، وہ اپنی پوری زندگی میں جتنے بیانات کرے گا اور ان سے لوگ نیک بنیں گے، گناہوں کو چھوڑیں گے، اوراد و وظائف اختیار کریں گے، نیز دوسروں کو نیک بنائیں گے اور ان بیان کردہ باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کریں گے تو ان کے بدلے میں ملنے والے انعامات کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟

اس کے برعکس بے چارہ وہ اسلامی بھائی کہ جسے قدرت نے بیان کا موقع عطا فرمایا لیکن اس نے "ضرورت سے زیادہ ہوشیاری اور سمجھ داری کا مظاہرہ" کرتے ہوئے اس سعادت سے حصہ حاصل نہ کیا، تو غالب گمان ہے کہ اس کی یہ کوتاہی اس کے لئے قبر و حشر میں طویل رنج و غم کا سبب ثابت ہوگی۔

(6) مغفرت ونجات کا سبب :۔

بیان کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ بعض اوقات اس کے باعث مبلغ اور سامعین کے لئے نجات و مغفرت کا پروانہ بھی جاری کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ

☆ تمام لوگوں کی مغفرت :۔

ابن عساکر (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے مسلم بن منصور بن عمار (رحمہ اللہ تعالیٰ)

marfat.com

سے روایت کیا کہ "میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا، تو پوچھا کہ "آپ کا کیا حال ہے ؟" وہ فرمانے لگے، "مجھ کو میرے رب (عزوجل) نے قریب بلا کر فرمایا، "اے بے عمل بوڑھے! میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ مگر تو جانتا ہے کہ تیری مغفرت کیوں کی گئی ہے ؟" میں نے عرض کی، "جی نہیں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا، "اس لئے کہ ایک روز تو نے لوگوں کو جمع کیا اور میرا ذکر کیا، تو لوگ روئے، ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا کہ جو میرے خوف سے اس دن کے علاوہ کبھی نہ رویا تھا، اس کے رونے کے باعث میں نے اس کی مغفرت کر دی اور اس کے صدقے میں تمام اہلِ مجلس کو بھی بخش دیا۔" ﴿شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور﴾

☆سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا بدلہ :۔

ابنِ عساکر (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے روایت کیا، انھوں نے فرمایا، "میں نے خلیفہ متوکل باللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" انھوں نے فرمایا، "اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی۔" میں نے دریافت کیا کہ "کس سبب سے ؟" فرمایا، "اگرچہ میری پاس نیک اعمال کا کوئی ذخیرہ نہ تھا، لیکن میں نے سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خدمت کی تھی، اس کے عوض میری مغفرت فرما دی گئی۔" ﴿شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور﴾

(7) بارگاہِ الٰہی (عزوجل) میں مقبولیت :۔

اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف مائل کرنا مبلغ کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و معروف بننے کا ذریعہ بھی ہے اور جو ربِ کائنات کی بارگاہ میں مقبول ہو گیا، تو اس کو عطا کیے جانے والے انعامات کا کون اندازہ کر سکتا

marfat.com

ہے ؟اس سلسلے میں دوایمان افروزواقعات ملاحظہ فرمایئے۔

☆آسمانوں میں بیان :۔

ابنِ عساکر(رحمہ اللہ تعالیٰ) نے ابوالحسن شعرانی(رحمہ اللہ تعالیٰ) سے روایت کیا کہ "میں نے منصور بن عمار(رحمہ اللہ تعالیٰ) کوان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، تو دریافت کیا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" انھوں نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت فرمایاکہ "کیا تو ہی منصور بن عمار ہے ؟" میں عرض کی، "جی ہاں۔" پھر اس نے دریافت فرمایا، "کیا تو وہی ہے کہ جو لوگوں کو دنیا میں زہد کی رغبت اور آخرت کی محبت کی جانب مائل کیا کرتا تھا؟" میں نے عرض کی، "جی ہاں، ایسا ہی تھا کہ جب بھی میں کسی مجلس میں بیٹھتا تواس کو تیرے ذکر سے شروع کرتا، پھر تیرے محبوب ﷺ پر درود بھیجتااور پھر تیرے بندوں کو نصیحت کرتا۔" یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، "میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لئے آسمان میں کرسی بچھاؤ تاکہ جس طرح یہ دنیا میں میری پاکی اور بڑائی بیان کرتا تھا، اسی طرح آسمانوں میں بھی بیان کرے۔"

﴿شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور﴾

☆حضرت جبرئیل(علیہ السلام) نے حدیث لکھی :۔

ابنِ عساکر(رحمہ اللہ تعالیٰ) نے محمد بن مروزی(رحمہ اللہ تعالیٰ) سے روایت کی کہ "میں نے حافظ یعقوب بن سفیان(رحمہ اللہ تعالیٰ) کوخواب میں دیکھا، تو پوچھا، کیا حال ہے ؟" انھوں نے فرمایا، "اللہ عزوجل نے میری بخشش کردی اور فرمایا، "تم دنیا میں جس طرح میرے محبوب ﷺ کی حدیث بیان کرتے تھے، آسمان پر بھی بیان کرو۔" چنانچہ میں نے چوتھے آسمان پر حدیث بیان

marfat.com

کی اور فرشتوں نے اسے سنہری قلموں سے لکھا، حضرت جبرئیل (علیہ السلام) بھی لکھنے والوں میں تھے۔" ﴿شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور﴾

(8) عمل پر استقامت اور احتیاط کی دولت:۔

جب ایک مبلغ اجتماع وغیرہ میں اجتماعی طور پر دوسروں کو نیکی کی تلقین کرتا ہے، تو اس کی شخصیت آہستہ آہستہ مشہور ہونا شروع ہو جاتی ہے، وہ اپنے اطراف میں مشاہدہ کرتا ہے کہ سننے والے میری وجہ سے باعمل بننا شروع ہو گئے ہیں، بہت سوں کو نیک اعمال پر استقامت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ یہ تمام امور اس کی شخصیت میں احتیاط کا مادہ بڑھا دیتے ہیں، کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا میرے بیان کے ذریعے میری ذات سے متاثر ہونا اور اس کے نتیجے میں نیک اعمال وافعال پر پابندی اختیار کرنا اسی وقت تک ہے کہ جب تک میں خود ان باتوں پر سختی سے عمل کروں گا، چنانچہ وہ ہر معاملے میں احتیاط کرنے لگتا ہے، اس کی گفتگو، چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، مسکرانا، لوگوں سے میل جول رکھنا سب سنت کے مطابق ہو جاتا ہے، خلافِ شرع امور سے دور ہو جاتا ہے، نیز ان اعمال کے ساتھ ساتھ عبادات پر زبردست استقامت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح وہ ایک قابلِ رشک زندگی گزارنے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ

☆ سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کو وہ عبادت سب سے زیادہ پسند تھی، جسے کرنے والا ہمیشہ کرے۔" (بخاری)

☆ شفیعِ محشر ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے کہ جس میں ہمیشگی کی جائے، چاہے وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ

marfat.com

ہو۔" (مسلم)

﴿ii﴾سامعین کے اعتبار سے :۔

آخرت میں فلاح وکامرانی کے حصول کے لئے علمِ دین، عمل کی دولت، خوفِ خدا، گناہوں سے دوری، عشقِ رسول ﷺ، عبادات کی ادائیگی پر استقامت اور سابقہ گناہوں پر توبہ واستغفار لازم وضروری امور ہیں۔ ان کا حصول گرچہ کتابوں کے ذریعے بھی ممکن ہے، لیکن ہر شخص کو اس پر قدرت حاصل نہیں ہوتی، یا تو ذاتی سستی کی بناء پر، یا غفلت کے باعث یا دیگر دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے۔ ایسی صورت میں مبلغ کا بیان بہت اہم کردار ادا کرتا ہے اور انھیں مختصر وقت میں وہ تمام چیزیں "مکمل تفصیل وترتیب" کے ساتھ فراہم کردیتا ہے کہ جو ایک طویل عرصے تک مطالعے کے بعد بھی حاصل ہونی مشکل تھیں اور اس طرح بیان کی برکت سے ان کی آخرت محفوظ ہو جاتی ہے۔

﴿iii﴾معاشرے کی اصلاح کے پیشِ نظر :۔

معاشرہ افراد سے بنتا ہے، افراد اگر پاکیزہ سمجھ وشعور کے مالک ہوں تو معاشرے میں بھی پاکیزگی دکھائی دیتی ہے، اس کے برعکس اگر ان کے اذہان گندگی کا شکار ہوں تو اس کے مضر اثرات پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور برائیاں گھر گھر میں عام ہو جاتی ہیں، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں بآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں بھی بیان کو نمایاں حیثیت واہمیت حاصل ہے، اچھے مبلغ کا بیان لوگوں کی منفی سوچ کو مثبت سوچ میں تبدیل کر دیتا ہے، جب یہ مختصر سے افراد اپنے گھروں میں اسی سوچ کو منتقل کرتے ہیں تو کئی گھرانے راہِ راست پر آجاتے

marfat.com

ہیں، جب کئی گھرانے سدھر جاتے ہیں تو لامحالہ معاشرے پر اس کے خوشگوار اثرات نمودار ہونا شروع ہو جاتے ہیں، جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے ماحول کی برکت سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ بیان جتنے کثیر ہوں گے، سننے والوں کا دائرہ بھی وسیع ہوتا چلا جائے گا، اور جتنے سامعین بڑھیں گے، اتنی ہی تیزی سے معاشرے میں انقلاب برپا ہونے کے امکانات روشن تر ہوتے چلے جائیں گے۔

﴾iv﴿ تنظیمی نکتۂ نظر سے:۔

تنظیمی نکتۂ نظر سے بیان کی اہمیت کئی لحاظ سے سمجھی جا سکتی ہے۔

☆تنظیم کی ترقی وبقاء کا سبب:۔

کسی بھی تنظیم کی ترقی وبقاء اس کے کارکنوں کی کثرت اور ان کی انتھک محنت کی مرہونِ منت ہوتی ہے۔ ایک اچھا مبلغ جب معیاری و متاثر کن بیان کرتا ہے تو اس کی برکت سے کثیر لوگ تنظیم کا حصہ بننا شروع کر دیتے ہیں اور پھر اس ترقی میں مشغول و مصروف بھی ہو جاتے ہیں۔ یقیناً ایک غیر مبلغ، لوگوں تک جو پیغام سینہ بسینہ سال بھر میں پہنچائے گا، ایک مبلغ مطلوبہ لوگوں تک وہی پیغام صرف ایک بیان کے ذریعے پہنچا سکتا ہے۔

☆قافلہ نکالنے میں آسانی:۔

سنتوں کی تربیت کے سلسلے میں روانہ ہونے والے قافلے کی کامیابی کے لئے، قافلے میں کم از کم ایک ایسے مبلغ کا ہونا ضروری ہے کہ جسے اچھا بیان کرنے پر قدرت حاصل ہو، اگر پورے قافلے میں ایک بھی ایسا

marfat.com

اسلامی بھائی موجود نہ ہو تو قافلہ نکالنے کی رسم تو پوری ہو جائے گی، لیکن جس مقصد کے لئے گھر بار کو چھوڑا گیا تھا، وہ مقصد کامل طریقے سے پورا ہوتا نظر نہ آئے گا۔ معلوم ہوا کہ قافلے کی کامیابی میں بیان کرنے والے مبلغ کا کردار بالکل ایسا ہی اہم ہے کہ جیسے ایک درخت کے قائم رہنے کے لئے اس کے تنے کا وجود ضروری ہے۔بلکہ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے قیمتی اسلامی بھائی کی غیر موجودگی کے باعث قافلہ نکالنا ہی دشوار و ناممکن ہو جاتا ہے۔

اس مسلمہ حقیقت پر نظرِ ثانی کرنے کے ساتھ ہی بیان کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قافلہ جو کہ "دعوتِ اسلامی کے ماحول میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی بقاء و ترقی بھی اسی نعمتِ عظمٰی کے حامل اسلامی بھائیوں کی موجودگی کی محتاج و مرہونِ منت ہے۔"

ماقبل بیان کردہ صورت کے برعکس جس علاقے میں بیان کرنے والے اسلامی بھائیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، انھیں نہ تو قافلہ نکالنے میں کوئی دقت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی قافلہ لے جانے کی صورت میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ کاش! اپنے ماحول کی ترقی کی خاطر ہم میں بھی بیان سیکھنے، کرنے اور سکھانے کا جذبہ موجود ہوتا..........

☆ سالانہ اجتماع کی تیاری کے سلسلے میں آسانی:۔

جن علاقوں میں بیان کرنے والے اسلامی بھائی موجود ہوتے ہیں، سالانہ اجتماع کے موقع پر انھیں عوام الناس کو جمع کرنے میں بالکل دقت محسوس نہیں ہوتی اور وہ بآسانی مرکز کا دیا ہوا ٹارگٹ پورا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔اس کے برعکس ایسے علاقے کہ جن کے

marfat.com

اسلامی بھائی اس سلسلے میں ہمیشہ سستی کا شکار رہے ہوں، دوسرے مختلف علاقوں سے مبلغین کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ کاش! یہ اسلامی بھائی محنت کرتے تو ایسے مواقع پر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بآسانی بچ جاتے.....۔

☆محافل کی کامیابی:۔

بڑی محافل کی کامیابی کے لئے جہاں اچھے نعت خواں درکار ہوتے ہیں، وہیں بہترین مبلغ کی اہمیت کا بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ایسی بڑی محافل میں اکثر لوگ سننے کی نیت سے ہی حاضر ہوتے ہیں، اب جب کہ سننے والے اسی مقصد کے لئے اپنا قیمتی وقت نکال کر آئے ہوں اور شوق بھی رکھتے ہوں، تو ایسے موقع سے فائدہ اٹھا کر شیطان کی گرفت کو کمزور کرنا بے حد آسان ہو جاتا ہے، لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب بیان کرنے والے کی بیان پر گرفت مضبوط ہو، وہ ایک اچھے بیان کی تمام تر خوبیوں سے نا صرف واقف ہو بلکہ اسے اچھی صفات کے ساتھ ادائیگی بیان پر قدرت بھی حاصل ہو۔ بد قسمتی سے اکثر علاقے اس قسم کے مبلغین سے خالی ہوتے ہیں، چنانچہ یا تو کسی ایسے نا تجربہ کار اسلامی بھائی کو کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ جس سے فائدے کے بجائے الٹا نقصان ہوتا ہی نظر آتا ہے، اور 'یا پھر پورے علاقے میں مذکورہ مبلغ کے نہ ہونے کے باعث دوسرے علاقے والوں سے عرض و خوشامد کی جاتی ہے۔

☆ ہفتہ وار اجتماع کی کامیابی:۔

ہفتہ وار اجتماع کی کامیابی بھی اچھا بیان کرنے والے مبلغین کی محتاج نظر آتی ہے، جن شہروں میں خوب صورت انداز بیان کے حامل اسلامی بھائی موجود ہوتے ہیں، ان کے اجتماعات کامیابی سے ہم کنار نظر آتے ہیں

marfat.com

کیونکہ علاقے کے اسلامی بھائیوں کو امید ہوتی ہے کہ "نئے اسلامی بھائی کو ساتھ لے جانے پر اچھے بیان کے باعث اس کا ذہن بننے کا قوی امکان ہے۔" اور ایسا ہوتا بھی ہے کہ جب بیان کے اختتام پر نئے اسلامی بھائی یوں کہتے نظر آتے ہیں کہ "آج تو مزہ آگیا" یا "آج تو بہت روحانی سکون ملا ہے" تو ان مبلغین کو اپنی محنت وصول ہوتی نظر آتی ہے اور اس طرح ان میں مزید کام کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔

اس کے برعکس جو علاقے "مبلغین کے اعتبار" سے قحط کا شکار ہوتے ہیں، ان کے اجتماع نہ صرف ناکام رہتے ہیں بلکہ اس علاقے کے اسلامی بھائیوں میں کام کا وہ جذبہ بھی نظر نہیں آتا کہ جو ایک تنظیم سے شدید محبت رکھنے والے کارکن میں نظر آنا چاہیئے، اس کی وجہ اکثر یہی ہوتی ہے کہ اسلامی بھائی خوب محنت کے ساتھ لوگوں کو تیار کر کے اجتماع میں لاتے ہیں لیکن جب سامنے سے مبلغ کی "آئیں، بائیں، شائیں" سننے کو ملتی ہے اور "نہ بیان کا کوئی سر ہوتا ہے نہ پیر" اور "یا پھر وہی پرانا بیان 'بعینہ بیان کیا جارہا ہوتا ہے" تو نئے آنے والے بہت بوریت محسوس کرتے ہیں، نتیجتاً انھیں، بڑی تعریفیں بیان کر کے ساتھ لانے والا مبلغ، شرمندگی کا شکار ہو جاتا ہے، اور پھر یہی شرمندگی اس کی آئندہ محنت پر زبردست طریقے سے اثر انداز ہوتی ہے، سابقہ اجتماعات کے تلخ تجربے، نئے اسلامی بھائیوں کو دعوت دینے کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور اس طرح اجتماع، ترقی کے بجائے تنزلی کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔

☆ باہر کے ممالک میں دعوتِ اسلامی کا مضبوط اثر:۔

جب کوئی مبلغ مرکز کی طرف سے باہر کے ملک میں دعوتِ اسلامی کا پیغام لے کر جاتا ہے، تو لوگ اس کی بات کو بہت

marfat.com

غور سے سنتے ہیں، کیونکہ وہ اس وقت ایک نئی تنظیم کا تعارف پیش کر رہا ہوتا ہے اور اس نمائندے کی زبان سے نکلنے والے الفاظ پوری تنظیم کی سوچ و مقصد پر دلالت کر رہے ہوتے ہیں، نیز اس لئے بھی کہ ہر تنظیم دیگر ممالک میں اپنے کام کو وسعت دینا چاہتی ہے، لھذا لوگوں کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ان میں سے کس تنظیم کے ساتھ وابستگی "اخروی و مسلکی اعتبار" سے فائدہ مند رہے گی۔ پس اب اگر ایسا مبلغ، اپنے پیغام کو بہترین انداز سے پیش کرنے میں کامیاب ہو جائے، تو سامعین کے قلوب میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے، وہ اس پیغام کے باعث پیش کردہ ماحول کو دیگر تنظیمی ماحولوں پر فوقیت دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یوں کامیابی، تنظیمی ترقی کی شکل میں مبلغ کے قدم چومتی نظر آتی ہے، لوگ جوق در جوق ماحول میں شامل ہوتے ہیں اور کچھ ہی عرصے میں وہاں سنتوں کی بہاریں عام ہو جاتی ہیں اور پھر اس ملک سے مزید مبلغین تیار ہو کر دیگر اطراف کے ممالک میں اسی پیغام کو عام کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر مبلغ کی بیان پر گرفت کمزور ہو تو اس کا لوگوں کی سوچ کو اپنی سوچ کے تابع کرنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے، نتیجتاً کثیر سرمایہ خرچ کرنے کے باوجود بھی مطلوبہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

پیارے اسلامی بھائیو اور محترم اسلامی بہنو!

مذکورہ بالا گزارشات کی روشنی میں ہر مبلغ و مبلغہ کو چاہیئے کہ "اپنی ذات میں موجود بیان کرنے کی صلاحیت میں اضافے کے لئے دن رات کوشش کرے۔ جو ابھی تک اس نعمت سے محروم ہیں وہ ہمت کر کے ابتداء کریں اور جو پہلے سے اس شرف سے حصہ حاصل کر چکے ہیں وہ اس

marfat.com

پر استقامت اور اس میں برکت وترقی کے بارے میں عملی اقدامات کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھیں۔"

بیان کے بارے میں حیلے بہانے اور ان کی وجوہات :۔

بہت سے اسلامی بھائی ایسے ہیں کہ جنھوں نے ابھی تک اس سعادت کو حاصل نہیں کیااور وہ اس کام کو اپنے لئے بہت مشکل تصور کرتے ہیں، چنانچہ باربار اصرار کے باوجود ان کی طرف سے انکار ہی سننے کو ملتا ہے۔ کبھی تو" صاف انکار" کر دیتے ہیں اور کبھی اس قسم کے حیلے بہانے کئے جاتے ہیں کہ "میں اس قابل کہاں کہ بیان کر سکوں.....؟"یا"میں تو بہت زیادہ گناہ گار ہوں.....۔"یا"بیان تو وہ کرے کہ جس کے پاس بہت زیادہ معلومات ہوں، پہلے میں کچھ معلومات اکٹھی کر لوں ،اس کے بعد ہمت کروں گا۔......"یا"مجھے تو بیان کرنا آتا ہی نہیں ہے ،اگر کبھی کھڑا ابھی ہو جاؤں تو ٹانگیں کانپنے لگتی ہیں.........."وغیرہ وغیرہ

یونہی بسااوقات بیان پر قدرت رکھنے والے اسلامی بھائی بھی اس نعمت کی ادائیگی سے کترانا شروع کر دیتے ہیں، جب ان سے بیان کرنے کے لئے عرض کی جائے تو کبھی تو مصروفیت کا بہانہ بنایا جاتا ہے، تو کبھی طبیعت کی خرابی کااور کبھی بالکل صاف انکار کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے حصول سے اپنی جان چھڑانے یا بچانے کے لئے مذکورہ جوابات کیوں اختیار کئے جاتے ہیں ؟

اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(1) انھیں لوگوں کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف محسوس ہوتا

marfat.com

ہے اور یہی خوف اس قسم کے حیلے بہانے اختیار کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔

(2) بیان کرنے کا صحیح طریقہ نہیں آتا یعنی کس طرح مواد جمع کیا جائے ؟ اسے مرتب کس طرح کیا جائے ؟ بیان شروع کیسے کیا جائے ؟ اختتام کس طرح ہونا چاہیئے ؟ وغیرہ وغیرہ........ پھر کوئی ایسا اسلامی بھائی بھی نہیں ملتا کہ جو اپنا قیمتی وقت دے کر انفرادی توجہ کے ساتھ ان کی اس مشکل کو خوشدلی کے ساتھ حل کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

(3) سستی کی بناء پر بیان تیار کرنے کے لئے مطالعہ کرنا گراں گزرتا ہے۔ اور جب مطالعہ ہی نہیں ہوتا تو بیان کس طرح کیا جائے ؟

(4) وجہ کچھ بھی نہیں بس بیان کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

(5) مطالعہ کے لئے کتابیں موجود نہیں، نہ ہی اتنے پیسے ہیں کہ کتابیں خرید سکیں۔

(6) زبان میں لکنت وغیرہ ہے، چنانچہ جب لوگ آواز سن کر ہنستے ہیں تو دل آزاری ہوتی ہے" یا "کوئی دیگر جسمانی عیب ہے جس کے باعث لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔"

(7) پڑھنا لکھنا نہیں آتا۔

(8) بیان کے بعد "لوگوں یا نگران یا دیگر اسلامی بھائیوں" کی طرف سے مرضی کے مطابق حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔

(9) سننے والے بہت کم ہوتے ہیں جس کے باعث بیان کرنے میں مزہ نہیں آتا۔

(10) کوئی دوسرا مبلغ ان سے اچھا بیان کرتا ہے، جس کے باعث اسے

marfat.com

خوب عزت ملتی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر اسی کی تعریف زیادہ جاری رہتی ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں ان حضرت کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، جس کی وجہ سے ان کا نفس اپنی بڑی بے عزتی محسوس کرتا ہے، چنانچہ اس بے عزتی سے بچنے کا ایک حل یہی نظر آتا ہے کہ بیان کرنا ہی ترک کر دیا جائے کہ ''نہ میں بیان کروں گا اور نہ فلاں اور میرا موازنہ کیا جائے گا..........۔''

(11) بسا اوقات بیان کرنے میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے جس کے باعث نگراں یا دیگر اسلامی بھائی سختی سے گرفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور یہی سختی شدید دل آزاری کا سبب بن جاتی ہے اور یہی دل آزاری آئندہ کے لئے بیانات سے بیزار کر دیتی ہے۔

(12) بعض اوقات کسی بڑی محفل میں بیان کی خواہش ہوتی ہے لیکن نگراں ان کے بجائے کسی دوسرے پرانے یا نئے مبلغ کو موقع دے دیتا ہے، اس خلافِ مرضی بیانات کی تقسیم پر نفس میں شدید غصہ پیدا ہوتا ہے اور یہی غصہ بیانات سے دور لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

(13) بہت جلد گلا بیٹھ جاتا ہے، چنانچہ لمبا بیان کرنا ممکن نہیں۔

مطالعہ فرمانے والے اسلامی بھائیو!

ماقبل میں بیان کردہ ''بیان کے بہترین فضائل'' اور ان ''بیان سے دور رہنے یا بھاگنے کی وجوہات'' کا آپس میں مقابلہ و موازنہ کروا کر دیکھئے، یقیناً آپ کا دل بھی گواہی دے گا کہ ''ان معمولی وجوہات کا تدارک کرنے کے بجائے، بیان جیسی اعلیٰ نعمت سے محروم رہ جانا، ایک ''ایسا نقصان دہ سودا'' ہے کہ جس کے مرتکب کو ''نادان و بیوقوف'' کے نام سے موسوم کیا جانا بے جا نہ ہو

marfat.com

گا۔

کاش! ہمارے اسلامی بھائی درجِ ذیل مدنی نکات کو پڑھ کر، مثبت عملی کوشش اختیار کرنے کی برکت سے مذکورہ فائدوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پانے میں بھی کامیاب ہو جائیں۔

ذکر کردہ وجوہات اور ان کا حل

☆ پہلی وجہ:۔

انھیں لوگوں کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف محسوس ہوتا ہے اور یہی خوف اس قسم کے حیلے بہانے اختیار کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔

حل:۔

اس معاملے میں ڈر و خوف دور کرنے کا بہترین اور کامل حل یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل کا نام لے کر بیان کی ابتداء کر دی جائے۔ یہ مبلغ کچھ عرصہ بعد خود ہی اپنے دل کو ہر قسم کی جھجک اور ڈر سے آزاد محسوس کرے گا۔ اس میں آسانی و سہولت کے لئے کسی مسجد میں درس شروع کرنا بھی بہت ضروری ہے، درس کی برکت سے نہ صرف ڈر و خوف میں کمی واقع ہوتی ہے، بلکہ ذہن میں کثیر معلومات اکٹھی اور زبان مختلف الفاظ کی ادائیگی کی عادی ہو جاتی ہے۔''

نیز اسے چاہیئے کہ کسی گھٹنوں کے بل چلنے والے بچے پر غور کرے کہ پہلے پہل وہ بھی اپنے پیروں پر چلنے میں ڈر محسوس کرتا ہے، لیکن کچھ ہی عرصہ مسلسل کوشش کرنے کے باعث اس کا تمام خوف دور ہو جاتا ہے اور وہ بغیر کسی سہارے کے چلنے میں کسی قسم کی دقت و تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ یہی معاملہ بیان کی ابتداء کے لئے ہمت کر لینے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔

marfat.com

یونہی سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے خوف محسوس ہوتا ہے اور اس کے تصور ہی سے سردی چڑھنے لگتی ہے، خصوصاً نمازِ فجر میں۔ لیکن جب ایک مرتبہ ہمت کر کے اس میں ہاتھ ڈال دیا جائے تو پھر بقیہ وضو کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ کر پائے بلکہ دور بیٹھا سوچتا ہی رہے، تو یقیناً نہ تو اس طرح ٹھنڈک سے نجات حاصل ہو گی اور نہ ہی وہ وضو کی تکمیل میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بیان کی خواہش رکھنے کے باوجود ڈر میں مبتلاء ہونے والے کو چاہیئے کہ سوچنے میں وقت ضائع نہ کرے بلکہ ہمت کر کے آغاز کر دے، ان شاء اللہ عزوجل، اللہ تعالیٰ اسے بے شمار برکتوں اور آسانیوں سے نوازے گا۔ اور پھر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس خوف کی کیفیت کو یاد کر کے اسے اپنے آپ پر ہنسی آئے گی، بلکہ وہ دوسرے نئے بیان کرنے والوں میں ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہو گا۔

☆دوسری وجہ:۔

بیان کرنے کا صحیح طریقہ نہیں آتا یعنی کس طرح مواد جمع کیا جائے؟ اسے مرتب کس طرح کیا جائے؟ بیان شروع کیسے کیا جائے؟ اختتام کس طرح ہونا چاہیئے؟ وغیرہ وغیرہ........ پھر کوئی ایسا اسلامی بھائی بھی نہیں ملتا کہ جو اپنا قیمتی وقت دے کر انفرادی توجہ کے ساتھ ان کی اس مشکل کو خوشدلی کے ساتھ حل کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

حل:۔

اس کے حل کے لئے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھئے، ان شاء اللہ عزوجل عنقریب اس کے بارے میں تفصیلی طور پر نکات بیان

marfat.com

کئے جائیں گے۔

☆ تیسری وجہ:۔

سستی کی بناء پر بیان تیار کرنے کے لئے مطالعہ کرنا گراں گزرتا ہے۔اور جب مطالعہ ہی نہیں ہوتا تو بیان کس طرح کیا جائے؟

حل:۔

اس سلسلے میں درجِ ذیل چند باتیں ضرور یاد رکھئے۔

﴿1﴾ مطالعہ کا گراں گزرنا دراصل "باطنی خرابی" کا نتیجہ ہے۔یقیناً جس فعل کے بدلے میں "دین کی اعلیٰ خدمت، تنظیم کی ترقی، ذہنی پاکیزگی، نیکیوں میں اضافہ، گناہوں کا کفارہ، معاشرے کی اصلاح، درجات کی بلندی، اللہ عزوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشی اور شیطان کی گرفت میں کمزوری" متوقع ہو، اس میں نفس کا سستی کرنا اور اطاعت سے صاف انکار کر دینا "دل کے گندگی میں مبتلاء" ہونے کی علامت نہیں تو اور کیا ہے؟

اس کا واحد حل یہی ہے کہ نفس پر سختی کی جائے، اس کے ساتھ زبردستی کئے بغیر دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی کا حصول ایک خواب کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ نفس کو اطاعت کی طرف مائل کرنے اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کا طریقہ جاننے کے لئے "احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، منہاج العابدین" وغیرہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

﴿2﴾ بیان کے فائدوں کو پیشِ نظر رکھ کر غور کرنا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص تھوڑی سی محنت سے یہ فائدے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہو تو کیا یہ اس کے لئے سعادت مندی کی علامت نہیں؟ کاش! اس بات پر غور کر کے

marfat.com

خود کو ملامت کی جائے کہ دنیاوی چند ٹکے کمانے یا تھوڑی سی لذت اور ذرا سے مزے کی خاطر بھی تو "بے شمار خلافِ مرضیٔ نفس" کاموں کو اختیار کیا جاتا ہے، بلکہ استقامت کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے، تو اگر ان فانی اور غیر پائیدار چیزوں کے لئے سخت محنت کرنے پر نفس کو تیار کیا جا سکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر "ہمیشہ باقی و قائم رہنے والے انعامات" کے لئے یہ ہمت نہیں کی جا سکتی؟

﴿3﴾ اپنے محسن کے احسانات کو فراموش کر دینے کو "بے مروتی کی علامات" میں شمار کیا جاتا ہے۔ جس طرح ایک شخص اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ اسے "بے مروت" کہہ کر پکارا جائے اسی طرح اس کی خواہش ہونی چاہیئے کہ "بے مروتوں کی علامات میں سے کوئی علامت بھی میری ذات میں نہ پائی جائے۔" بیان میں، "ذکر کردہ وجہ" سے سستی کرنے والوں کو غور کرنا چاہیئے کہ "دعوتِ اسلامی" کے ماحول کے ساتھ وابستگی سے انھیں کس قدر فائدے حاصل ہوئے، ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

ان فائدوں پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد اب اپنی حرکت کے بارے میں بھی سنجیدگی کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے سوچنے کی سعادت ضرور حاصل کریں کہ "جب مختلف فائدے حاصل کرنے کی باری آئے تو دعوتِ اسلامی بڑی پیاری لگنی لگے، لیکن جب اس محسنِ عظیم کے احسانات کا بدلہ دینے کے لئے کوشش درکار ہو تو اس کے تمام تر احسانات سے منہ موڑ کر نفس کو "اپنا آقا" مان لیا جائے؟...... کیا اسی کا نام مروت ہے؟..... کیا یہ احسان فراموشی نہیں؟..... دنیاوی طور پر اگر کوئی برے وقت میں ہماری تھوڑی سی بھی امداد کر دے تو ہم اس کا احسان مانتے ہوئے اس کے قدموں میں بچھ بچھ جاتے ہیں، لیکن

marfat.com

جب تنظیم ہم سے تھوڑی سی قربانی مانگے تو ہم نفس کو فوقیت دے دیں، کیا اس فعل کو درست قرار دیا جا سکتا ہے؟......... اگر ایسے اسلامی بھائی کسی شخص کی برے وقت میں خوب امداد کریں، پھر اس سے کسی کام میں مدد طلب کریں اور وہ جواب میں صاف انکار کر دے یا حیلے بہانے اختیار کرے تو کیا انھیں، اس پر غصہ نہ آئے گا؟.... کیا اس کا یہ فعل درست محسوس ہو گا؟... اس قسم کے حضرات اسے کیا نام دینا پسند کریں گے؟...... کاش! ہمارے پیارے "ست" اسلامی بھائی بغیر برا مانے ٹھنڈے دل کے ساتھ ان باتوں پر غور و تفکر کی سعادت حاصل کر لیں.........

چوتھی وجہ:۔

وجہ کچھ بھی نہیں بس بیان کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

حل:۔

دل کے چاہنے یا نہ چاہنے پر اخروی تیاری کی بنیاد رکھنا، "جہالت و بیوقوفی" کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ آخرت کی تیاری نیک اعمال و افعال پر استقامت کا تقاضا کرتی ہے، جب کہ دل کسی ایک کیفیت پر قائم نہیں رہ سکتا، اسے قلب اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر دم بدلتا رہتا ہے، پس جب یہ مسلم ہے کہ دل کی کیفیات ایک سی نہیں رہتیں، تو اس کی مرضی یا خلافِ مرضی کو تیاریٔ آخرت کی بنیاد بنانا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟.... یہ، آج نماز پڑھنے کے لئے تیار ہو گا تو کل صاف انکار کر دے گا، ابھی قرآن کی تلاوت کے لئے آمادہ اور تھوڑی ہی دیر بعد کسی دوسری چیز کا طالب، کل نیکی کی دعوت پر استقامت کے سلسلے میں اطاعت کے لئے بالکل راضی اور آج دیکھئے تو اس میں بوریت محسوس کر

marfat.com

رہا ہے...... غرض یہ کہ اس نا قابلِ اعتبار شے کو معیار بنانا کسی بھی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

لھذا! مناسب ودرست طریقہ یہ ہے کہ پہلے سنجیدگی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے دنیا میں آمد کے مقصد پر غور کیا جائے، پھر موت کی سختیوں اور صورتِ موت (یعنی مجھے موت کس طرح آئے گی) کا تصور باندھا جائے، پھر قبر کی وحشت و غربت کو نظروں کے سامنے لایا جائے، پھر میدانِ محشر اور اس کی ہولناکیوں سے ڈر وخوف محسوس کیا جائے اور آخر میں "دنیا میں اپنے وقت کی قدر کرنے والوں کا" حاصل ہونے والے انعامات پر اظہارِ خوشی ومسرت کرنا" اور اپنے بارے میں "وقت کو ضائع کرنے کے باعث حسرت وپچھتاوے میں مبتلاء ہونا" یاد کیا جائے۔ اس مراقبے کے بعد اپنے آپ سے سوال کیا جائے کہ "کیا دل کی مرضی پر اعمال کی بنیاد رکھ کر کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے؟".... جب جواب نفی میں آئے تو پھر پختہ ذہنی کے ساتھ ایسے اعمال پر استقامت کا عہد کیا جائے کہ "جن سے کم وقت میں آخرت کی بڑی تیاری ممکن ہو" اور پھر دل کی فریادوں کی پرواہ کیے بغیر عملی کوشش، فوراسے پیشتر شروع کر دی جائے، بالکل اس طرح جیسے "دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے سلسلے میں دل کی طرف یکسر دھیان نہیں دیا جاتا۔" ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی، ضرور قدم بوسی کے لئے حاضر ہوگی۔

پانچویں وجہ:۔

مطالعہ کے لئے کتابیں موجود نہیں، نہ ہی اتنے پیسے ہیں کہ کتابیں خرید سکیں۔

marfat.com

حل :۔

اگر بیان کی تیاری صرف کتابوں کی مرہونِ منت ہوتی تو یقیناً اس عذر کو بالکل درست تسلیم کیا جاسکتا تھا، لیکن معاملہ اس طرح نہیں، کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ "ایک بھی کتاب موجود نہ ہو اور پھر بھی بہترین بیان تیار کر لیا جائے۔" اس دعوے پر دلیل، ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کی جائے گی۔

چھٹی وجہ :۔

زبان میں لکنت وغیرہ ہے، چنانچہ جب لوگ آواز سن کر ہنستے ہیں تو دل آزاری ہوتی ہے "یا" کوئی دیگر جسمانی عیب ہے جس کے باعث لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

حل :۔

ایسے حضرات کو غور کرنا چاہیئے کہ "جب یہ دنیاوی کام کرتے ہیں تو کیا اس وقت لوگ ان پر نہیں ہنستے ؟" ..... اگر جواب ہاں میں ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ "وہاں دل آزاری کا خیال کیوں نہیں آتا ؟" ..... "اس مقام پر دینوی کام ترک کیوں نہیں کر دیا جاتا ؟" ..... "اس مقام پر لوگوں کی طرف سے ہنسی مذاق یا طنزیہ جملے برداشت کرنے کے لئے ہمت وطاقت کہاں سے آجاتی ہے ؟" ..... "وہاں گفتگو کرتے ہوئے شرم کیوں محسوس نہیں ہوتی ؟" ..... "جس جذبے اور ہمت کے تحت وہاں قوتِ برداشت سے کام لیا جاتا ہے، اسی قوتِ برداشت کو بیان کرنے کے سلسلے میں استعمال کیوں نہیں جاتا ؟" .....

"معلوم ہوا کہ یہ سب نفس کے حیلے بہانے ہیں" جن پر غور و تفکر کئے بغیر انہیں درست و حق تسلیم کر کے عبادت و نیک اعمال سے منہ موڑ لیا جاتا

marfat.com

ہے۔

ایسے اسلامی بھائیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ راقم الحروف اپنے بیان شروع کرنے کا سببِ عظیم بیان کرے۔

"الحمد للہ عزوجل! راقم الحروف کو دعوتِ اسلامی کے اوائل میں ہی ماحول سے وابستہ ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تھا، ابتداء میں یہ بھی ایک اسلامی بھائی کی طرف سے بیان کا مشورہ دینے پر ماقبل تحریر کردہ حیلے بہانوں کا سہارا لینے کی کوشش کیا کرتا تھا (دل میں شوق بہت تھا لیکن چونکہ نیا نیا ماحول تھا اور کوئی حوصلہ افزائی یا تربیت کرنے والا بھی نہیں ملتا تھا لہٰذا ایک خوف و جھجک غالب رہتی تھی۔)

کچھ عرصے بعد ہمارے علاقے ﴿محمود آباد۔ کراچی﴾ میں ایک قافلہ آیا، جمعہ کا دن تھا، مختلف مساجد میں بیان کے لئے جانا تھا، اس عبدِ ضعیف کو کہا گیا کہ "آپ ایک مبلغ کے ساتھ چلے جائیں، یہ بیان کریں گے آپ سنئے اور دیگر نمازیوں کو سنوانے کی کوشش کیجئے۔" بعدِ نمازِ عصر اس مبلغ نے بیان شروع کیا، اس کی زبان میں لکنت تھی، الفاظ بہت اٹک اٹک کر ادا کر رہے تھے، حتی کہ ایک لفظ کے بعد دوسرے لفظ کے لئے تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ان کے اس اندازِ بیان سے مجھے بہت عبرت حاصل ہوئی اور ضمیر نے ملامت کی کہ "دیکھ! اللہ تعالیٰ نے اسے ایک نعمت میں اپنے عدل وانصاف سے کمی عطا فرمائی، لیکن یہ پھر بھی ہمت کر کے دین کی خدمت کر رہا ہے اور اسے لوگوں کی بالکل پرواہ نہیں اور ایک تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صحیح ودرست زبان کے ہوتے ہوئے بھی کم ہمتی کا شکار ہے۔" بس ضمیر کی اس آواز سے دل پر ایک چوٹ لگی اور پختہ ارادہ کیا کہ "اب اگر مجھے درس وبیان کے لئے کہا گیا تو انکار نہ کروں گا۔" چنانچہ

marfat.com

ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد جیسے ہی بیان کے لئے کہا گیا، فوراً بیان شروع کر دیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پہلا بیان "بیماری کے فضائل" کے بارے میں کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ بس وہ دن ہے اور آج کا دن، الحمد للہ! مسلسل بیانات کا سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ (عزوجل) جب تک جسم میں جان ہے، "دعوتِ اسلامی" کے پاکیزہ ماحول کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے سنتوں کی تربیت کے سلسلے میں یہ کوشش جاری وساری رہے گی۔

ملاحظہ فرمایئے کہ ایک معذور اسلامی بھائی کی ہمت نے کتنا بڑا کام کر دکھایا، بس اسی طرح دیگر اسلامی بھائیوں کو بھی ہمت کرنی چاہیئے۔

نیز خود سے بار بار یہ سوال کرنا چاہیئے کہ "اس سلسلے میں شرم کا شکار ہونا بہتر ہے یا عمل کی سعادت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کے حصول کی کوشش میں کامیاب ہونا؟"

ساتویں وجہ:۔

پڑھنا لکھنا نہیں آتا۔

حل:۔

ایسے اسلامی بھائی بھی "نفس کی چالوں" کو سمجھنے کا ذہن بنائیں اور اس کے سامنے "بچہ" بننے سے پرہیز کریں۔ کیونکہ بیان کرنے کے لئے پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں، ہاں علم دین ضروری ہے اور علمِ دین کا حصول صرف کتابوں کے مطالعے پر موقوف نہیں، بلکہ جس طرح پڑھ کر علم حاصل ہوتا ہے، اسی طرح سن کر بھی اس کا حصول ممکن ہے۔ بلکہ عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ "پڑھی ہوئی بات بہت جلد ذہن سے نکل جاتی ہے، جب کہ سنی ہوئی طویل عرصے تک یاد

maarfat.com

رہتی ہے۔" چنانچہ اس قسم کے اسلامی بھائیوں کو چاہیئے کہ "امیر اہلسنت (مدظلہ العالی) کے بیانات کی کیسٹیں بکثرت سنا کریں۔ "اس طرح کئی بیان یاد ہو جائیں گے، نیز جب کوئی قابلِ اعتماد مبلغ بیان کر رہا ہو تو اس کے بیان کو خوب غور سے سنیں اور جس بات کو یاد کرنا چاہیں، بیان ختم ہو جانے کے بعد کم از کم ایک مرتبہ اپنے آپ کو بلند آواز سے سنائیں، یونہی کیسٹ سن کر بھی کریں، ان شاء اللہ عزوجل کچھ ہی عرصے میں ذہن میں بے شمار دینی معلومات اسی طرح جمع ہو جائیں گی "جس طرح دنیاوی معلومات کا ذخیرہ جمع کرنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ "اس قسم کے اسلامی بھائی یقیناً "نوکری یا کاروبار میں حساب وکتاب یا پیسے کا لین دین بھی تو یاد رکھتے ہی ہیں، تو پھر بیان یاد رکھنے میں کیا مجبوری ہے؟"......

راقم الحروف ایسے کئی مبلغین کو ذاتی طور پر جانتا ہے کہ جو بالکل ان پڑھ یا معمولی پڑھے لکھے ہیں، لیکن اسی طرح بیان سن سن کر ایک یا ڈیڑھ گھنٹے تک بآسانی بیان کر لیتے ہیں اور ان کے بیان کو سن کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ "یہ ایک ان پڑھ اسلامی بھائی بیان کر رہا ہے۔" اللہ تعالیٰ سب کو ہمت و جرأت کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

آٹھویں وجہ:۔

بیان کے بعد "لوگوں یا نگران یا دیگر اسلامی بھائیوں" کی طرف سے مرضی کے مطابق حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔

نویں وجہ:۔

سننے والے بہت کم ہوتے ہیں جس کے باعث بیان کرنے میں مزہ نہیں آتا۔

marfat.com

دسویں وجہ:۔

کوئی دوسرا مبلغ ان سے اچھا بیان کرتا ہے، جس کے باعث اسے خوب عزت ملتی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر اسی کی تعریف زیادہ جاری رہتی ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں ان حضرت کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، جس کی وجہ سے ان کا نفس اپنی بڑی بے عزتی محسوس کرتا ہے، چنانچہ اس بے عزتی سے بچنے کا ایک حل یہی نظر آتا ہے کہ بیان کرنا ہی ترک کر دیا جائے کہ نہ میں بیان کروں گا اور نہ فلاں اور میرا موازنہ کیا جائے گا..........۔"

گیارھویں وجہ:۔

بسا اوقات بیان کرنے میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے جس کے باعث نگراں یا دیگر اسلامی بھائی سختی سے گرفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی سختی شدید دل آزاری کا سبب بن جاتی ہے اور یہی دل آزاری آئندہ کے لئے بیانات سے بیزار کر دیتی ہے۔

بارھویں وجہ:۔

بعض اوقات کسی بڑی محفل میں بیان کی خواہش ہوتی ہے، لیکن نگراں ان کے بجائے کسی دوسرے پرانے یا نئے مبلغ کو موقع دے دیتا ہے، اس خلافِ مرضی بیانات کی تقسیم پر نفس میں شدید غصہ پیدا ہوتا ہے اور یہی غصہ بیانات سے دور لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

آٹھویں سے بارھویں وجہ تک کا حل:۔

ایسے اسلامی بھائیوں پر شدید افسوس ہے کہ "جو دین کی ترقی کے بجائے اپنی ذاتی فائدوں کو زندگی کا مقصود بنانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔" اس

marfat.com

قسم کے نازک مزاج اسلامی بھائیوں کی خدمت میں مؤدبانہ سوال ہے کہ "آپ، اپنی حوصلہ افزائی، کثیر سننے والوں، عزت کے حصول، بے عزتی سے بچنے، دل آزاری سے محفوظ رہنے اور بڑی محافل سے حاصل ہونے والی لذت کے لئے بیان کر رہے ہیں یا اللہ عزوجل کی رضا کے لئے؟....... اگر اللہ عزوجل کی رضا کے لئے تو پھر ان وجوہات کی بناء پر بیان ترک کرنے کے کیا معنی؟...... اور اگر ربِ کائنات کی رضا مطلوب نہیں بلکہ نفس کی خواہشات کی تکمیل کے لئے یہ ساری مشقت برداشت کی جارہی ہے تو پھر خوب غور و تفکر کے ساتھ درجِ ذیل حدیثِ پاک کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "بروزِ قیامت لوگوں میں سے جس کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، وہ شخص ہوگا کہ جسے راہِ خدا (عزوجل) میں شہید کیا گیا، پس اسے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر کے طور پر کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کے شہید کر دیا گیا۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا کیونکہ تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے، سو وہ کہہ لیا گیا۔" پھر اس کے بارے میں (جہنم میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائے گا، تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔"

اور (پھر) وہ شخص حاضر کیا جائے گا، جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پاک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے (بھی) اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا، وہ ان کا اقرار

marfat.com

کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کے شکریئے میں کیا عمل کیا؟" وہ عرض کرے گا کہ میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن پڑھا۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا، تو نے علم اس لئے حاصل کیا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تاکہ تجھے قاری کہا جائے سو وہ کہہ لیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں (بھی دوزخ میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائے گا، پس اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا، یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

اور (پھر) وہ شخص (لایا جائے گا کہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت بخشی اور اسے ہر قسم کا مال عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کے بدلے میں کیا عمل کیا؟" وہ عرض کرے گا کہ میں نے کوئی ایسی راہ نہ چھوڑی کہ جس میں تجھے مال خرچ کرنا محبوب ہو، چنانچہ میں نے اس (راہ) میں تیری رضا کی خاطر مال خرچ کیا۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا، کیونکہ تو نے یہ سب اس لئے کیا تھا تاکہ تجھے سخی کہا جائے، سو وہ کہہ لیا گیا۔" پھر اس کے بارے میں (بھی جہنم کا) حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا، یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ﴿مسلم﴾

یہ بھی اچھی طرح یاد رکھیں کہ اس قسم کی "بے ہودہ اور لچر وجوہات" کی بناء پر بیان ترک کرنے کے باوجود ہو سکتا کہ کسی مزید حیلے بہانے کے ذریعے دوسروں پر یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ "میں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بیان ترک کر رہا ہوں۔" اس طرح ہو سکتا ہے کہ سامنے والوں کی زبانیں اعتراض کرنے سے رک جائیں اور خود دعویٰ کرنے والے کا دل بھی مطمئن ہو جائے، لیکن کیا اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا ممکن ہے؟ ...... کیا انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ

marfat.com

فرمانِ عالیشان معلوم نہیں کہ " أَوَ لَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعٰلَمِينَ ☆یعنی کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہاں بھر کے دلوں میں ہے۔

﴿ترجمہ کنزالایمان: العنکبوت ۱۰. پ ۲۰﴾

اور" يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ☆یعنی اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

﴿ترجمہ کنزالایمان: المؤمن ۱۹. پ ۲۴﴾

مدینہ:۔ گیارہویں وجہ کے تحت بیان چھوڑنے والے مبلغین کے ساتھ ساتھ "بیان چھڑوانے والے نادان دوستوں" کو بھی اپنا محاسبہ کرنا چاہیے۔ بمقتضائے بشریت کس انسان سے خطا سرزد نہیں ہوتی؟.... کیا ڈانٹ ڈپٹ کر "دل توڑ دینے والے" ہر خطا سے "معصوم و محفوظ" ہیں؟.... اگر جواب نہیں میں ہے، تو پھر ان کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ "اگر غلطی واقع ہونے پر اسی انداز میں آپ کی گرفت کی جائے، تو کیا آپ اسے اپنے لئے پسند کریں گے؟.... اگر جواب نفی میں ہے تو پھر درجِ ذیل حدیثِ پاک کو ہمیشہ ذہن میں رکھیے۔

☆حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، "افضل ترین ایمان یہ ہے کہ "تو لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔" ﴿مسند امام احمد بن حنبل﴾

یہ حدیثِ پاک ہماری ذات کے لئے بھی راہِ ہدایت کی حیثیت رکھتی ہے یا صرف دوسروں کو سنانے کے لئے ہے؟..........

marfat.com

اوراس حدیثِ پاک کی روشنی میں ایسے اسلامی بھائی سے معافی مانگنے میں قطعی شرم محسوس نہ فرمائیں ،ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں تو"حکومت کے نشے"میں آپ کو کسی گرفت کا احساس نہ ہو اور آپ اسے ایک معمولی بات قرار دے کر بھول جائیں، لیکن میدانِ محشر میں یہی مبلغ، تمام مخلوق کے سامنے آپ کے نامہ اعمال سے بے شمار نیکیاں نکال کر لے جائے اور آپ حسرت سے دیکھتے رہ جائیں۔

تیرھویں وجہ:۔

بہت جلد گلا بیٹھ جاتا ہے، چنانچہ لمبا بیان کرنا ممکن نہیں۔

حل:۔

اگر کسی اسلامی بھائی کو واقعی یہ عذر لاحق ہے تو اسے معذور تصور کیا جائے گا، لیکن ان کے لئے ضروری ہے کہ گلے کی مضبوطی کے لئے عملی اقدامات کرنے کی کوشش کریں۔اس کے لئے چند مشورے حاضرِ خدمت ہیں۔

(i) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگیں کہ"یا ربِ کریم !میں تیرے دین کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتیں استعمال کرنا چاہتا ہوں، اگر تیری کرم نوازی شاملِ حال نہ رہی تو یقیناً اس مقصد میں کامیابی ممکن نہیں ، تجھے اپنے محبوب ﷺ کی فصاحت وبلاغت کا واسطہ ، میرے گلے کو درست فرمادے اور طویل وقت تک بغیر تھکے ،بغیر کسی رکاوٹ کے سلاست وروانی کے ساتھ بیان کرنے کی توفیق عطا فرما۔"امین

(ii) کسی ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے رجوع کریں اور اس سلسلے میں پیسے خرچ کرنے میں کسی قسم کا بخل نہ کریں۔ کیونکہ پیسہ تو دوبارہ بھی آجائے گا، لیکن زندگی

marfat.com

کے یہ قیمتی دن دوبارہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ جتنے پیسے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں خرچ کر دئے جاتے ہیں اگر انھیں اس مقصد میں استعمال کیا جائے تو یقیناًباعثِ اجر و ثواب بھی ہو گا اور آئندہ کے لئے سببِ راحت بھی۔

(iii) کھٹی، چٹ پٹی، تلی ہوئی چیزوں، مٹھائی، پکوڑے، تیز ٹھنڈا پانی، پان، چھالیہ اور چکنائی وغیرہ سے پرہیز کریں۔

(iv) رات کو سونے سے پہلے کم از کم ایک گلاس نیم گرم پانی میں تھوڑا سا نمک ڈال کر غرغرہ کرنے کی عادت ڈالیں۔

(v) روزانہ درس ضرور کریں، تاکہ گلا الفاظ کی ادائیگی کا عادی بنا رہے۔

(vi) مذکورہ تمام تدابیر کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر میں وقت نوٹ کر کے خود کو باآوازِ بلند بیان سنایا کیجئے، پہلے ۳ دن، صرف دس منٹ ...... اگلے ۳ دن، ۱۵ منٹ...... اسکے بعد ۲۰ منٹ اور اسی طرح ہر تین دن بعد تھوڑا تھوڑا وقت بڑھاتے جایئے، ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ ہی عرصے میں اس کے فوائد ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔

ہر صاحبِ مطالعہ اسلامی بھائی کو چاہیئے کہ اگر وہ مذکورہ وجوہات میں سے کسی وجہ کے باعث بیان کی نعمت سے محروم و دور ہے، تو فوراً ہر قسم کے حیلے بہانے سے اپنی جان چھڑا کر "اپنی زبان سے نکلنے والے پاکیزہ الفاظ کی برکت سے" اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔

بیان تیار کرنے کا طریقہ

دوسری وجہ کے حل کے تحت عرض کیا گیا تھا کہ عنقریب بیان بنانے اور اس کی ادائیگی کے بارے میں معروضات عرض کی جائیں گی۔ لھذا حسبِ ارادہ

marfat.com

اولاً بیان تیار کرنے اور پھر بیان کرنے کے بارے میں چند مدنی نکات پیشِ خدمت ہیں۔

(1) مواد کی تیاری :۔

بیان کے لئے مواد کی تیاری کے سلسلے میں کئی چیزیں مفید و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً دینی کتب، بیانات کی کیسٹیں، مبلغین کے بیانات، اخبارات وغیرہ کا مطالعہ، اپنے اطراف میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ وغیرہ۔

ان سے اکتسابِ علم کا طریقہ:۔

(۱) دینی کتب :۔

بیان کی تیاری کے سلسلے میں دینی کتب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ مطالعے کی برکت سے نہ صرف معلومات میں بے حد اضافہ ہوتا ہے، بلکہ خود اعتمادی کے ساتھ ساتھ بیان کرنے میں بے حد آسانی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مذکورہ کتب سے مدد طلب کرنا بے حد مفید رہے گا۔

(۱) کیمیائے سعادت (۲) منہاج العابدین (۳) مکاشفۃ القلوب (۴) احیاء العلوم (۵) جامع کراماتِ اولیاء (۶) مرآۃ شرح مشکوۃ (۷) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ (۸) رسالۂ قشیریہ (۹) تذکرۃ الاولیاء (۱۰) شرح الصدور (۱۱) بزمِ اولیاء (۱۲) تفسیرِ خزائن العرفان (۱۳) تفسیرِ نعیمی (۱۴) عجائب القرآن (۱۵) غرائب القرآن (۱۶) ترجمۂ قرآن کنز الایمان (۱۷) فیضانِ سنت (۱۸) امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی کے رسائل (۱۹) تاریخ الخلفاء (۲۰) الخصائص الکبریٰ (۲۱) مدارج النبوت (۲۲)

marfat.com

موعظہ حسنہ (۲۳) سرورِ خاطر (۲۴) قاطع لذات (۲۵) جہنم کے خطرات ~۱

لیکن مطالعہ کا درست فائدہ اسی وقت حاصل ہو گا کہ جب درجِ ذیل گزارشات پر ہمت واستقامت سے عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے۔

(i) مطالعہ کے لئے کسی ایسے وقت کا انتخاب کیجئے کہ جس میں "دیگر مصروفیات" اور "کسی کی مداخلت" کا اندیشہ نہ ہو۔ تاکہ بالکل یکسوئی کے ساتھ مطالعہ ہو سکے۔ یاد رکھئے کہ جو مطالعہ یکسوئی کے ساتھ کیا جائے وہ طویل عرصہ تک ذہن میں محفوظ رہتا ہے۔

(ii) مطالعہ روزانہ ہونا چاہیئے، اس میں ناغہ ہرگز نہ ہو، اس کے لئے لمبا وقت ضروری نہیں چاہے آدھا گھنٹہ ہی کریں، لیکن روزانہ کریں۔

(iii) لیٹ کر یا جھک کر مطالعہ نہ کریں، اس طرح ذہن پر بوجھ زیادہ پڑتا ہے، نیز نظر کے کمزور ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ بیٹھ کر اور کتاب کو تھوڑا سا اٹھا کر پڑھیں۔

(iv) دورانِ مطالعہ ایک ڈائری اپنے پاس رکھئے۔ اب آپ جو بھی آیتِ پاک یا حدیثِ مبارکہ یا واقعہ یا کسی بزرگ کا قولِ مبارک پڑھیں، اس پر غور کریں کہ "اسے کس عنوان کے تحت استعمال کیا جا سکتا ہے۔" اب جو بھی عنوان سمجھ میں آئے اسے ڈائری کے ایک صفحے کے اوپر لکھ لیں اور نیچے اس کتاب کا نام اور صفحہ نمبر درج کر لیں۔ مثلاً آپ نے کیمیائے سعادت کا مطالعہ فرماتے ہوئے یہ حدیثِ پاک پڑھی کہ "سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "حسد سے بچ کر

~۱۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مکتبہ اعلیٰ حضرت سے شائع ہونے والی کتب کا مطالعہ بھی بے حد مفید رہے گا۔ (ادارہ)

marfat.com

رہو، اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے کہ جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔" یقیناً یہ حدیثِ پاک حسد کے بارے میں ہے، چنانچہ اسے درجِ ذیل طریقے سے ڈائری پر نوٹ فرمالیں۔

حسد
﴿1﴾ کیمیائے سعادت صفحہ نمبر (۱۰۱)

پھر آگے مطالعہ شروع فرمائیں، اب مثلاً تکبر کے متعلق کوئی حدیثِ پاک نظر آئی، اسے لکھنے سے پہلے ڈائری کے دو تین صفحے چھوڑدیں تاکہ حسد کے متعلق مزید مواد حاصل ہو تو اسے ان صفحات میں لکھا جاسکے، اب اس صفحے پر بھی حسبِ سابق "تکبر" کی ہیڈنگ ڈالیں اور کتاب کا نام اور صفحہ نمبر نوٹ فرمالیں۔

اس طرح مطالعہ کرنے کے باعث آپ کے مطالعہ کی رفتار ابتداء میں کچھ سست رہے گی لیکن جب عنوان قائم کرنے میں ملکہ و مہارت پیدا ہو جائے گی تو ان شاء اللہ یہ شکایت بھی رفع ہو جائے گی۔ آپ درجِ بالا طریقے سے مطالعہ فرما کر دیکھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ ہی عرصے میں آپ کے پاس حوالہ، مختلف عنوانات کے تحت بہترین و کثیر مواد جمع ہو جائے گا۔

یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک حدیثِ پاک یا واقعہ ایک سے زیادہ عنوان کے تحت استعمال ہو سکتا ہو، اس صورت میں اس

marfat.com

حدیثِ پاک کو سمجھ میں آنے والے ہر عنوان کے تحت درج فرمائیں۔

مواد جمع کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ اسی طرح جو بھی حدیثِ پاک وواقعہ وغیرہ پڑھیں، اس کا عنوان قائم کر کے اس مواد کی فوٹو اسٹیٹ کروا کر عنوان کے تحت چسپاں کر لیں۔

(۲) امیرِ اہلسنت (مدظلہ العالی) کے بیانات کی کیسٹیں :۔

مستند و محتاط مواد کے حصول کے لئے آپ کے بیانات کی کیسٹیں بے حد اہم کردار ادا کرتی ہیں، انھیں بغور سنیں اور کسی ڈائری میں بیان کردہ مواد کے عنوان کے ساتھ اسے نوٹ کرتے جائیں۔

بعض اسلامی بھائیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیان کو سن کر ''مسموع مواد'' بعینہ اسی طرح ادا کیا جائے، یہ بہت اچھی خواہش ہے، لیکن اس ارادے پر عمل پیرا ہونے سے پہلے اس بات پر ضرور غور کر لیں کہ آپ اور حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کی شخصیت میں زمین و آسمان، بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق ہے، لھذا ہو سکتا ہے کہ ایک بات حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کی زبان سے بہت اچھی محسوس ہو، لیکن جب آپ اسے ادا کرنا چاہیں تو وہ اثر و انداز قائم نہ رکھ سکیں جو حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کا خاصہ ہے، بلا مبالغہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) ایک عام سی بات بھی بیان کرتے ہیں تو اس میں بھی ایک ایسا اثر و مزہ پیدا فرما دیتے ہیں کہ جو ہم ایک خاص بات میں بھی نمایاں نہیں کر پاتے، پس اگر آپ اس بات کو بعینہ بیان کریں گے، تو عین ممکن ہے کہ بیان پر گرفت مظبوط نہ رکھ سکیں، نتیجتاً سننے والے بیان سے مکمل طور پر فیضیاب ہونے سے محروم رہیں گے اور عوام کی طرف سے عدم توجہی کا احساس آپ کی ذات

marfat.com

میں احساسِ کمتری پیدا کرنے کا سبب بن جائے گا۔ چنانچہ پہلے خود میں اتنا ملکہ وصلاحیت بیدار فرمالیں کہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیان کو بعینہ ادا کر سکیں، اس کے بعد ضرور یہ سعادت حاصل کیجئے۔ اس سے پہلے پہلے بیانات میں سے مواد لے کر اسے اپنے انداز و طریقے کے ساتھ ادا کرتے رہیں۔

ضروری تنبیہ:۔

بعض اسلامی بھائی "پیشہ ور مقررین" کے دھواں دار بیان سننے کے بے حد شوقین ہوتے ہیں اور ان کی تقریروں میں سے مواد بھی اخذ کیا جاتا ہے۔ آپ ایسا ہرگز نہ کریں، کیونکہ اس قسم کے مقررین اپنے بیان کو "چٹ پٹا" بنانے کے لئے احادیث وواقعات میں اپنی طرف سے "بہت زیادہ اضافہ" کر دیتے ہیں۔ نیز بعض اوقات تو جھوٹے اور من گھڑت واقعات واحادیث بیان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ بلکہ آپ کو بہت حیرت ہوگی کہ "بسا اوقات تو آیاتِ مبارکہ بھی غلط سلط پڑھ کر اپنے پاس سے الٹی سیدھی تفسیر کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت عطا فرمائے۔ امین۔ راقم الحروف کو ان کے استاد محترم نے بتایا کہ "ایک شعلہ بیان مقرر نے دورانِ تقریر غلط آیت پڑھی، جب میں نے بعد میں انھیں اس پر خبردار کیا تو کہنے لگے "بارہ تقریروں، میں ایسے ہی لکھی تھی۔" ......

لھذا نہ تو ان کا بیان سنیں اور نہ ہی اس سے مواد اخذ کریں، اسی میں عافیت ہے۔

(۳) مبلغین کے بیانات :۔

مرکزی مبلغین کے بیانات بھی مواد کے حصول کا بہترین ذریعہ ہیں۔ بیان سننے کے ساتھ ساتھ نئی باتوں کو نوٹ کرتے جانا، عظیم سعادت مندی ہے۔

marfat.com

تنبیہ ضروری:۔

لیکن اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ کسی بھی مبلغ پر کامل اعتماد کے بعد ہی اس کی بیان کردہ بات کو آگے بیان فرمائیں، ورنہ ہو سکتا ہے کہ فائدے کے بجائے الٹا نقصان ہو جائے۔ کیونکہ یہ راقم الحروف کا پرانا تجربہ ہے کہ بعض مرکزی مبلغین بھی حصولِ مواد اور بیانِ کلام میں احتیاط سے کام نہیں لیتے اور غیر معیاری قسم کی باتیں بغیر خوفِ خدا کے بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ نئے مبلغین ان پر اندھا اعتماد کرنے کے باعث بغیر تحقیق کئے بات کو آگے بیان کر دیتے ہیں اور اس طرح بسا اوقات ایک غلط بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اب اجتماع میں تو گرفت نہیں ہو پاتی، لیکن جب وہی بات باہر کسی مقام پر ذکر کی جائے تو مبلغین کو اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے اور اس طرح اپنے ہی مبلغ کے ذریعے ماحول کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

اسی قسم کی غلطی کی ایک مثال پیشِ خدمت ہے کہ ایک مرتبہ راقم الحروف نے ایک مبلغ کو یہ بیان کرتے سنا کہ ”ہمارے پیارے آقا ﷺ نے کبھی بھی اذان نہیں دی کیوں کہ اگر آپ ﷺ اذان دیتے تو جب آپ ﷺ حی علی الصلوٰۃ (یعنی آؤ نماز کی طرف) پر پہنچتے تو زمین و آسمان و پہاڑ و درخت و چرند و پرند سب کے سب آپ ﷺ کی آوازِ مبارک پر لبیک کہتے ہوئے آپ ﷺ کی جانب بڑھتے اور اس طرح ہر طرف تباہی مچ جاتی۔......“ حسبِ توقع اس ”عظیم اظہارِ عقیدت“ پر عوام کی طرف سے زور دار طریقے سے سبحان اللہ اور غالباً نعرے کی آواز بھی سنائی دی۔ بعدِ بیان کسی نے ان مبلغ سے عرض کی کہ ”حضرت آپ نے یہ بات کہاں پڑھی؟“ فرمانے لگے کہ ”پڑھی تو نہیں بس ذہن میں آئی

marfat.com

تو بیان کردی۔" بعد میں انھیں حوالہ بتایا گیا کہ "فتاویٰ رضویہ شریف (قدیم)۔ جلد (2) صفحہ (387) پر امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ثابت کیاہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے دورانِ سفر بذاتِ خود اذان ارشاد فرمائی۔"

کامل اعتماد کا طریقہ:۔

مرکزی مبلغین پر کامل اعتماد کا طریقہ یہ ہے کہ "مثلاً آپ نے کسی مبلغ کا بیان سنا اور اس میں سے کوئی بات پسند آئی تو اسے فوراً نوٹ کرلیں، اب اگر مبلغ نے اسے باحوالہ بیان کیا ہے تو اسے جاکر اسی کتاب میں تلاش کر کے دیکھیں، اگر بعینہٖ مل جائے تو ٹھیک، اور اگر کچھ یا زیادہ فرق کے ساتھ ہو تو ان سے اس کی وضاحت طلب کر کے اطمئنان حاصل فرمائیں، اگر مطمئن کردیں تو ٹھیک ورنہ اس بات کو آگے بیان نہ کیجئے۔ اور اگر حوالے کے بغیر بیان کی تھی تو مبلغ سے ملاقات کر کے حوالہ طلب فرمائیں اور پھر سابقہ عمل دہرائیں۔

اگر چند بار اسی طرح تحقیق کرنے پر مبلغ کی بیان کردہ ہر بات درست و کامل و مستند ثابت ہو جائے، تو انھیں قابلِ اعتماد مانا جائے۔ اور اگر جواب میں "ٹال مٹول" سے کام لیا جائے، نیز "بیان کردہ بات کا کوئی حوالہ نہ ہو بلکہ سنے سنائے قصوں کے ذریعے ہی لوگوں کو متاثر کرنے کا سلسلہ جاری محسوس فرمائیں" یا "بیان کردہ باتیں غلط ثابت ہو جائیں" یا "قرآن وحدیث کی تشریحات اپنے پاس سے بیان کرنے کی عادت" محسوس ہو تو اب ان پر اعتماد نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

(۴) اخبارات کا مطالعہ :۔

اخبارات میں شائع ہونے والی خبریں بھی بیانات کی تیاری میں بے حد معاون ثابت ہوتی ہیں، چنانچہ اگر ممکن ہو تو روزانہ "قلب و نظر" کی

marfat.com

حفاظت کے ساتھ اخبارات کا مطالعہ کیجئے اور جس خبر کو کسی بھی موضوع کے تحت اہم تصور فرمائیں اسے کاٹ کر "دن و تاریخ" کے ساتھ "عنوان" قائم کر کے کسی ڈائری میں چسپاں کرلیں۔

(۵) اپنے اطراف میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ :۔

ہر مبلغ کو چاہیئے کہ اپنے اطراف میں ہونے والے حالات وواقعات پر گہری نظر رکھے اور غور کرتا رہے کہ انھیں اپنے بیان میں "کس جگہ" اور "کس طرح" شامل کیا جاسکتا ہے۔ان شاء اللہ عزوجل اس مشاہدے کی عادت ڈال لینے کی بناء پر بھی بہت مؤثر مواد حاصل کیا جاسکتا ہے۔

مواد جمع کرنے کی ضرورت :۔

مواد جمع کرنا کئی لحاظ سے ضروری ہے۔

(i) اکثر اوقات انسان کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے فلاں بات کہاں پڑھی تھی، چنانچہ جب بوقتِ ضرورت مطلوبہ شے حاصل نہیں ہوپاتی تو بہت زیادہ کوفت کا شکار ہونا پڑتا ہے اور بیان میں کمزوری بھی واقع ہو جاتی ہے۔

(ii) بسا اوقات کسی مقام پر اچانک بیان کرنا پڑ جاتا ہے، اگر پہلے سے مواد تیار ہو تو شرمندگی وانکار سے بچ کر سنتیں سکھانے کی سعادت حاصل کی جا سکتی ہے۔

(iii) قافلوں پر جاتے ہوئے تمام کتابوں کا ساتھ لے جانا یقیناً ناممکن ہے۔اگر ڈائریوں میں مواد تیار کیا ہوا موجود ہو تو انھیں بآسانی ساتھ لے جایا جا سکتا ہے۔

(iv) بعض اوقات کسی دوسرے اسلامی بھائی کو کسی موضوع سے

marfat.com

متعلق مواد کی ضرورت پیش آجاتی ہے، اگر آپ کے پاس مواد تیار ہو گا تو ایسے موقع پر اپنے اسلامی بھائی کی حاجت پوری کرنے کا ثواب حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔

تحدیثِ نعمت:۔

الحمد للہ عزوجل! راقم الحروف کو ابتداء ہی سے مطالعہ کا بے حد شوق رہا ہے، بسا اوقات تو چھ چھ گھنٹے مطالعہ کے ساتھ ساتھ لکھتے رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوتی رہی ہے۔ شروع ہی سے یہ عادت بنالی تھی کہ جو پڑھتا، اس میں سے ''آیات واحادیث وواقعات واقوالِ بزرگانِ دین'' کو فوراً عنوان قائم کر کے ڈائری پر لکھ لیا کرتا تھا، اس طرح طویل و مسلسل محنت کے بعد تقریباً ''گیارہ ڈائریوں'' کے ہزاروں صفحات پر، مختلف عنوانات کے تحت بے شمار مواد جمع کرنے کی سعادت حاصل ہو گئی۔ اب جب بھی قافلوں پر جانے کا شرف حاصل ہوتا ہے، تو یہ ڈائریاں ہی ساتھ ہوتی ہیں، اور ان کی برکت سے بے شمار موضوعات کے تحت بیان کرنے میں کسی قسم کی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ نیز کئی اسلامی بھائی انھیں فوٹو اسٹیٹ کروا کر بیانات کرنے میں آسانی حاصل کر چکے ہیں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے یہ بھی اللہ عزوجل کی کرم نوازی رہی ہے کہ مطالعہ کرنے میں نہ تو کبھی اکتاہٹ وبوریت محسوس ہوئی اور نہ اس میں کمی وناغہ ہوا، بلکہ روز بروز اضافہ ہی دیکھنے میں آیا ہے، اور اس کی اتنی برکات مشاہدے میں آئی ہیں کہ اگر ان کو تحریری شکل میں پیش کیا جائے تو بلا مبالغہ ایک ضخیم کتاب تیار کی جاسکتی ہے۔

مواد کو ترتیب دینا:۔

مواد تیار کرنے کے بعد، بیان کرنے سے پہلے اسے

marfat.com

ترتیب دینا، بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات غیر مرتب بیان، اچھا مواد ہونے کے باوجود وہ اثر قائم نہیں کرپاتا کہ جسے عوام الناس کی سوچ تبدیل کرنے کے لئے ضروری تصور کیا جاتا ہے۔

ہاں یہ دعویٰ کرنا درست نہ ہوگا کہ "بے ترتیب بیان بالکل ہی بے اثر ہوتا ہے۔" اللہ تعالیٰ قلوب کی کیفیات تبدیل فرمانے میں کسی ذریعے کا محتاج نہیں، لیکن بہر حال کوشش اور حکمت اختیار کرنے کا حکم تو دیا ہی گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، **"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ** یعنی اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

﴿ترجمۂ کنزالایمان ۔النحل ۱۲۵ ۔پ ۱۴﴾

چنانچہ بیان کو ترتیب کے ساتھ ادا کرکے اس کی برکات وافادیت میں اضافے کو بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔

ترتیب دینے کا طریقہ :۔

اس کے لئے بالترتیب درجِ ذیل امور کا خیال رکھا جائے۔

﴿۱﴾ پہلے جمع شدہ مواد کو پورا پڑھ لیں۔

﴿۲﴾ اب غور کریں کہ اس میں سے کون سی بات کو سب سے پہلے بیان کرنا ضروری ہے، پھر کون سی، اسکے بعد کون سی اور آخر میں کون سی۔ "یایوں غور کیجئے کہ سننے والے اس میں سے کس چیز کو پہلے جاننا چاہیں گے، اس کے بعد کس کو...... وعلیٰ ھذا القیاس۔

مثلاً آپ حسد کا بیان کرنا چاہتے ہیں اور آپ کے پاس اس کا علاج، تباہ کاریاں، علامات، تعریف اور اس سلسلے میں بزرگانِ دین کے واقعات موجود ہیں تو

marfat.com

یقیناً سب سے پہلے اس کی "تعریف" بیان کرنی چاہیئے، کیونکہ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس کی شرعی تعریف سے ناواقف ہوں گے۔ اب اگر آپ نے تعریف کیئے بغیر، ابتداءً حسد کی تباہ کاریاں بیان کرنا شروع کردیں، تو نہ تو سننے والے صحیح معنیٰ میں خوف محسوس کریں گے اور نہ ہی اپنا محاسبہ کرسکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ پہلے تعریف بیان کردیں تو اول ہی سے سب کو معلوم ہو جائے گا کہ "یہ عیب میری ذات میں بھی موجود ہے یا نہیں۔" اب اس کے بعد جب آپ اس کی تباہ کاریاں بیان فرمائیں گے، تو مبتلاءِ گناہ حضرات بہت اچھی طرح اپنا محاسبہ کرسکیں گے، نیز اس کی آفات کے بیان سے ان کے قلوب میں شدید خوف بھی پیدا ہوگا۔

تعریف کے بعد اس گناہ سے توبہ کی طرف مائل کرنا یا محفوظ رہنے کے لئے عملی اقدام کی سوچ فراہم کرنا بھی ضروری ہے، یقیناً اس کے لئے حسد کی آفات کو بالتفصیل بیان کیا جانا چاہیئے، چنانچہ اب اس کی تباہ کاریاں بیان کیجئے۔

پھر ویسے تو تعریف کے ذریعے ہی حسد کی موجودگی پر بآسانی مطلع ہوا جاسکتا ہے لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ نفس اپنی غلطی و عیب کبھی بھی تسلیم نہیں کرتا، چنانچہ اب اس کی علامات بیان کی جانی چاہئیں، تاکہ نفس کے لئے راہِ فرار کے تمام راستے بند ہو جائیں۔

تعریف و علامات و باعثِ ہلاکت ہونے کو بیان کرنے کے بعد بلاریب علاج بیان کرنے کی ضرورت ہے اور علاج اختیار کرنے کی ترغیب کے لئے بزرگانِ دین کے اعمال و اقوال معاون ثابت ہوتے ہیں، لھذا آخر میں علاج و اسلافِ کرام (رضی اللہ عنھم) کی حیاتِ طیبہ کے ایمان افروز واقعات بیان کئے جائیں۔

marfat.com

اس طرح غور کرنے پر حسد کے بیان کی درجِ ذیل ترتیب سامنے آئی۔

(۱) حسد کی تعریف۔ (۲) اس کی تباہ کاریاں۔

(۳) علامات (۴) علاج۔

پس اسی طرح ہر بیان کو مرتب کر کے بیان کرنے کی عادت ڈالئے، فائدہ آپ خود دیکھیں گے۔

مدنی مشورہ:۔

اگر ممکن ہو سکے تو ہر عنوان کے تحت جمع شدہ مواد کو اسی طرح بالترتیب کسی الگ ڈائری میں لکھتے جائیں، یوں آپ کے پاس مختلف موضوعات پر کئی بیان بالکل تیار حالت میں موجود ہوں گے۔

بیان سے پہلے چند قابلِ غور امور:۔

﴿1﴾ حتی الامکان ایک موضوع پر بیان فرمائیں، تاکہ اس کے مختلف پہلوؤں کو اچھی طرح واضح کیا جاسکے، جو بیان ہر پہلو کی وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے، اس کی افادیت دوسرے بیانات کی بنسبت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ بصورتِ دیگر، اگر کئی موضوعات پر ایک ساتھ بیان کرنا چاہا تو چونکہ کسی بھی موضوع کی مکمل طور پر وضاحت ممکن نہیں، چنانچہ سننے والوں کو بیان میں تشنگی محسوس ہوگی۔ مثلاً اگر غیبت کا موضوع چن کر اس کی تعریف، تباہ کاریاں، اسباب، علاج، جواز کی صورتیں اور اس بارے میں بزرگانِ دین کے عمل کی وضاحت کی جائے، تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ ایک ساتھ غیبت، چغلی، موت، مال کی مذمت، فکرِ آخرت، اور عذاباتِ قبر پر بیان کیا جائے۔

﴿2﴾ ترتیب دینے کے بعد نئے مبلغین کو تو خاص طور پر چاہیئے کہ

marfat.com

پورے مواد کو کم از کم تین مرتبہ اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ ان کے اپنے کان اسے بآسانی سن سکیں۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔

پہلا فائدہ :۔ بیان کافی حد تک یاد ہو جائے گا۔ اب چاہے آپ دیکھ کر بیان کریں یا بغیر دیکھے، دونوں صورتوں میں آسانی حاصل ہو گی۔

دوسرا فائدہ :۔ اس طرح پڑھنے کے باعث زبان، الفاظِ مواد کی ادائیگی کے لئے رواں ہو جائے گی۔ کیونکہ جب آپ اسے پہلے ہی تین مرتبہ پڑھ چکے ہیں، تو یقیناً چوتھی مرتبہ زبان کے لئے اسے بغیر اٹکے بیان کرنا بے حد آسان محسوس ہو گا۔ بصورتِ دیگر اگر پہلے صرف نظروں ہی نظروں سے پڑھا تھا، تو اب بیان کے دوران ہو سکتا ہے کہ زبان میں وہ روانی مفقود ہو کہ جو ایک پر اثر بیان کے لئے لازم و ضروری ہے۔

مدینہ :۔ اگر آپ نے ایک گھنٹہ بیان کرنا ہے تو احتیاطاً مواد سوا یا ڈیڑھ گھنٹے کا تیار کرنا چاہیے، تاکہ عین وقت پر کمی کے باعث "اوٹ پٹانگ باتوں" کا سہارا نہ لینا پڑے۔

﴿3﴾ بیان کو یاد کرنے کے لئے اسے چھوٹے چھوٹے پوائنٹس میں تقسیم کر لیں۔ مثلاً حسد کو لے لیجئے۔ کہ اس کے بڑے بڑے چار پوائنٹس بنے۔ اب ان چاروں کے تحت آنے والے مواد کو یاد رکھنے کے لئے طریقہ یہ رکھیں کہ "ان کے تحت آنے والی احادیث و واقعات وغیرہ میں سے کوئی "ایک یا دو الفاظ" ایسے منتخب فرمالیں کہ "جیسے ہی وہ ذہن میں آئیں، پوری حدیث یا واقعہ نگاہوں کے سامنے آجائے۔" مثلاً سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، حسد ایمان کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے کہ جیسے ایلوا شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔" اس حدیث کو یاد رکھنے

marfat.com

کے لئے یہ دو لفظ یاد کرلیں، ''ایلوا''، ''شہد''۔اسی طرح تمام مواد کو چاروں بڑے نکات کے تحت درج کرلیں اور پھر اسے خوب اچھی طرح یاد کرلیں، ان شاء اللہ تعالیٰ ،اگر کبھی بغیر ڈائری دیکھے بھی بیان کرنا پڑ گیا تو بھی ترتیب میں کوئی فرق نہیں آنے پائے گا۔

﴿4﴾ غور کریں کہ مواد میں کوئی ایسا مشکل لفظ تو موجود نہیں کہ جسے بعینہٖ بیان کردیا جائے تو عوام کی سمجھ سے بالاتر رہے گا۔اگر ایسا ہو تو اس کے متبادل کوئی آسان لفظ تلاش کرکے شاملِ مواد فرمالیں۔

﴿5﴾ ایسے الفاظ کہ جن کے درست تلفظ میں شک ہو یا معلوم ہی نہ ہو تو اس کا صحیح تلفظ دیکھ لیں۔ [1]

﴿6﴾ اخلاص :۔

بیان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مخلوق کو متاثر کرنے کی خاطر بیان کی نحوست کی بناء پر انسان نہ صرف گناہ گار ہوتا ہے بلکہ اس کے باعث بیان کی تاثیر بھی بے حد متاثر ہوتی ہے۔

بیان میں اخلاص کے بارے میں تین مواقع پر غور کرنا ضروری ہے۔

(۱) شروع میں :۔

ابتداء میں اپنے آپ سے سوال کرے کہ ''تو یہ بیان کس نیت کے ساتھ کررہا ہے؟''... اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور خدمتِ دین کی نیت سے ''یا

---

[1] ۔درست تلفظ کی اہمیت اور درست وغلط تلفظ کی نشاندہی کرنے والی ''علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری مدظلہ العالی'' کی بہترین تالیف ''تلفظ درست کیجئے'' کا ضرور مطالعہ کیجئے۔(ادارہ)

marfat.com

اس لئے کہ تیری عزت میں اضافہ ہو... لوگ تجھ سے متاثر ہو جائیں... تیری تعریفیں کی جائیں... بعدِ بیان تجھے تعجب خیز نظروں سے دیکھا جائے وغیرہ وغیرہ۔" پہلی مرتبہ مرکزی یا کسی بڑی محفل میں بیان کرنے والے مبلغین اس کا خاص خیال رکھیں۔

(۲) درمیان میں :۔

بعض اوقات شروع میں اخلاص پیشِ نظر ہوتا ہے، لیکن درمیان میں مذکورہ فاسد نیتیں داخل ہو جاتی ہیں، لھذا درمیان میں بھی اس کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۳) بعدِ بیان :۔

بیان کے بعد بھی یہ خواہش ہرگز پیدا نہ ہو کہ اب میرے بیان کی تعریف کی جائے، لوگ میرے ہاتھ چومیں، اپنے علاقے میں میرا بیان کروانے کے لئے منتیں کریں، مجھ سے میرا نام و پتا معلوم کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔"

﴿7﴾ جسم و لباس :۔

بیان سے قبل جسم و لباس کے بارے میں ان چیزوں کا خیال رکھئے۔

(i) اپنے پاؤں دیکھ لیجئے کہ ان پر میل تو نہیں جما ہوا؟.... ناخن بڑھے ہوئے تو نہیں؟....... کیونکہ جب آپ بیان کے لئے کھڑے ہوں گے تو قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کی نگاہ آپ کے پیروں پر بھی پڑے گی، اگر ان پر میل کی تہیں جمی ہوں گی، ناخن بڑے بڑے ہوں گے تو ان پر آپ کی شخصیت کا برا اثر قائم ہوگا جس کا منفی اثر آپ کے بیان پر بھی پڑے گا۔

marfat.com

نیز جب آپ بیان کے لئے کھڑے ہوں تو خیال رکھئے کہ دونوں پیروں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو، ورنہ دیکھنے والوں کے ذہن میں "کسی اور" کا تصور آئے گا۔

(ii) یونہی بیان کے بعد عموماً لوگ مصافحہ کے بعد دست بوسی کی سعادت بھی حاصل کر لیتے ہیں، اگر آپ کے ہاتھ میلے کچیلے اور ان کے ناخن بڑے بڑے اور میل خوردہ ہوئے تو چومنے والے کے دل میں آپ کے متعلق کراہیت بیدار ہو سکتی ہے، اور اس کے باعث بھی بیان کا اثر "زائل یا کم" ہو سکتا ہے۔لھذا ہاتھ بھی صاف ستھرے ہونے چاہئیں۔

(iii) اسی طرح لباس صاف ستھرا ہونا چاہیئے تاکہ کسی کو کراہیت محسوس نہ ہو۔

(iv) عمامہ بھی صاف ستھرا اور اچھے انداز سے باندھیں نیز داڑھی شریف اور زلفوں میں کنگھا فرمالیں، تاکہ دیکھنے والوں کے دل میں نفرت وکراہت کے بجائے سنت کی محبت ورغبت پیدا ہو۔

(v) گریبان کا اوپر کا بٹن بند کرنے میں اگر تکلیف محسوس نہ ہو تو بند کر لیں۔ نیز چیک کرلیں کہ "گریبان، بدمعاشوں کی طرح زیادہ کھلا ہوا تو نہیں۔"

(vi) پائینچے ویسے تو ہمیشہ ہی ٹخنوں سے اوپر ہونے چاہئیں، لیکن بیان کرتے وقت تو خصوصی طور پر اس کا خیال رکھیں، ورنہ نہ صرف اعتراض کا نشانہ بننا پڑے گا، بلکہ کسی کے بدظن ہو کر بیان کی برکات سے محروم ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔یونہی قمیص کا دامن دیکھ لیں کہ "کہیں شلوار و پاجامے کے نیفے میں تو نہیں پھنسا ہوا؟"

marfat.com

بیان کرنے کا طریقہ :۔

بیان کرنے کے سلسلے میں درجِ ذیل امور کا خیال رکھا جانا بے حد ضروری ہے۔

(1) جس ڈائری میں مرتب شدہ بیان موجود ہو، دورانِ بیان اسے اپنے ہاتھ میں رکھئے تاکہ اگر کسی مقام پر بیان بھول جائے تو فوراً کھول کر دیکھا جا سکے۔ نیز اس سے مبلغ کو سہارا بھی حاصل ہوتا ہے، خالی ہاتھ کھڑے ہونے سے خود اعتمادی میں کمی آتی ہے۔ اگر اس کا تجربہ کرنا چاہیں تو کبھی بغیر ڈائری کے بیان کر کے دیکھئے۔ (بشرطیکہ آپ کھڑے ہو کر بیان فرما رہے ہوں۔)

ویسے حتی الامکان ڈائری دیکھ کر ہی بیان کیجئے، یہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کی تلقین بھی ہے اور اغلاط سے محفوظ رہنے کا بہترین ذریعہ بھی۔

(2) ابتداء میں لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیان کیجئے، اس سے خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔ نفس، نگاہیں چرانے کا مشورہ دے گا، اس کا مشورہ ہرگز نہ مانیں۔ ہاں خود اعتمادی پیدا ہو جانے کے بعد جس طرح چاہیں بیان فرمائیں۔

(3) دورانِ بیان اپنے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے سامعین پر یکساں توجہ کیجئے۔ فطری طور پر مبلغ کی توجہ دائیں، بائیں میں سے کسی ایک جانب زیادہ ہوتی ہے۔ اب اگر مبلغ کسی ایک جانب ہی توجہ مرکوز رکھے تو دوسری جانب والوں کو بیان میں وہ لطف حاصل نہ ہوگا کہ جو مبلغ کو دیکھ کر بیان سننے میں آتا ہے، اس کی تصدیق کرنا چاہیں تو کبھی کسی ستون کے پیچھے بیٹھ کر بیان سنیں، آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ نہ صرف توجہ بیان سے ہٹنا شروع ہو جائے گی، بلکہ طبیعت میں

marfat.com

بے چینی و بے قراری بھی محسوس ہو گی، نیز جب مبلغ ایک جانب سے غافل ہو جائے تو اس جانب والوں پر نیند غلبہ کرنا شروع کر دیتی ہے، اس کے برعکس جس جانب اس کی توجہ ہوتی ہے، وہ لوگ پوری توجہ سے اس کی جانب دیکھتے رہتے ہیں، کیونکہ جب کوئی دیکھ رہا ہو تو اس کے سامنے سوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

(4) جب مبلغ پہلے پہل بیان شروع کرتا ہے، خصوصاً جب کسی بڑی شخصیت کے سامنے یا کسی بڑے اجتماع میں بیان کا موقع ملے، تو عموماً انجانے خوف کے باعث گلا خشک ہو جاتا ہے، خوف کے ساتھ ساتھ، گلے کا خشک ہونا مزید ٹینشن میں مبتلاء کروا دیتا ہے، نتیجتاً بیان ٹھیک طرح نہیں ہو پاتا۔

اس کا حل یہ ہے کہ ایسے موقع پر "بیان سے کچھ دیر پہلے" اپنے ذہن کو کسی اور جانب مشغول کرنے کی کوشش کریں۔ جب عوام و خوف کی طرف سے توجہ ہٹے گی، تو ذہن کو سکون حاصل ہو گا اور اس سکون کے ساتھ بیان کرنے میں بے حد آسانی میسر آئے گی۔ ذہن کو دوسری جانب مائل کرنے کے لئے یوں کریں کہ آنکھیں بند کر لیں، اب بارہ مرتبہ درودِ پاک پڑھیں، پھر اس طرح تصور جمائیں کہ ایک لیموں کو درمیان میں سے کاٹا گیا..... پھر اس کے ایک ٹکڑے کے گودے کو کسی تیلی سے نرم کیا گیا..... پھر اس پر تھوڑا سا نمک چھڑکا گیا..... پھر اسے ہاتھ میں اٹھا کر بلند کیا گیا..... اب نیچے منہ کھول کر اس ٹکڑے کو آہستہ آہستہ دبایا جا رہا ہے..... اب اس کے کنارے پر ایک کھٹا کھٹا قطرہ نمودار ہوا اور پھر ایک دم وہ آپ کے منہ میں آ کر گر گیا، جس سے پورا منہ کھٹا ہو گیا..... امید ہے کہ پڑھتے پڑھتے ہی آپ کے منہ میں پانی بھر آیا ہو

marfat.com

گا، پس اسی طرح بیان شروع کرتے وقت اس کا تصور جمانے سے منہ تر ہو جاتا ہے اور توجہ بٹنے کی وجہ سے بہت حد تک ٹینشن دور ہو چکا ہوتا ہے۔

نیز ایک پانی کی ذاتی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھنے کی عادت ڈالئے، بیان سے پہلے تھوڑا سا پانی پی لیں، پھر بیان شروع فرمائیں۔

مدینہ :۔ اگر بیان سے قبل یہ آیتِ پاک "کم از کم تین" مرتبہ پڑھ لیں تو نہ صرف زبان میں روانی محسوس فرمائیں گے، بلکہ بیان بھی بالکل نہیں بھولے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل۔ "**رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ☆ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ☆ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ☆ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ**۔" یعنی اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں۔ ﴿ترجمہ کنزالایمان: طہٰ۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ پ ۱۶﴾

(5) اب درجِ ذیل طریقے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کیجئے اور پھر تعوذ و تسمیہ پڑھیے۔

"**الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين. اما بعد،**

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

(6) اب مناسب رفتار کے ساتھ درودِ پاک کے یہ چار صیغے پڑھائیں۔

الصلوة والسلام عليك يارسول الله

وعلى الك واصحابك ياحبيب الله

الصلوة والسلام عليك يانبي الله

وعلى الك واصحابك ياحبيب الله

marfat.com

☆درود پاک کا ایک صیغہ پڑھانے کے بعد، جب تک لوگوں کی آواز مکمل طور پر ختم نہ ہو جائے، تب تک دوسرا نہ پڑھائیں۔ اسی طرح جب آپ کی کسی بات پر سبحان اللہ کہا جائے تو آواز مکمل ختم ہونے سے پہلے اگلی بات شروع نہ کریں، کیونکہ یہ اپنی باطنی کیفیات پر غالب ہونے کی علامت ہے۔ اس کے برعکس جس پر اس کی باطنی کیفیات غالب ہوتی ہیں، اسے ایسے موقع پر اندرونی طور پر جلدبازی کے تقاضے کے باعث لوگوں کی آواز ختم ہونے کا انتظار کرنا بے حد دشوار محسوس ہوتا ہے۔ اور یاد رکھئے کہ جسے اپنی کیفیات پر جتنا زیادہ کنٹرول حاصل ہوگا، وہ اتنا ہی موثر اور خود اعتمادی کے ساتھ بیان کرے گا۔ اس کے لئے امیر اہلِ سنت (مدظلہ العالی) کے بیانات کو بغور سماعت فرمایئے۔

(7) اب اس طرح اعتکاف کی نیت کروا۔ ۔(بشرطیکہ مسجد میں بیان ہو رہا ہو۔) "نویت سنت الاعتکاف۔ میں نے نفل اعتکاف کی نیت کی۔"

(8) اب درودِپاک کی کوئی فضیلت بیان فرمایئے۔

(9) اب اپنے بیان کے لئے تمہید باندھئے۔ [1]

(10) الفاظ کی رفتار:۔

شروع سے آخر تک خوب دھیان رکھئے کہ "الفاظ کی رفتار بالکل درمیانی رہے، نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ۔" تیز تیز بیان کرنے کی صورت میں الفاظ نامکمل اور چبا کر نکلتے ہیں، جس کے باعث سننے والوں کو بات سمجھنے میں شدید کوفت ودشواری محسوس ہوتی ہے، مکمل طور پر بات سمجھنے کے لئے کچھ دیر تو وہ

---

[1]۔ تمہید میں آسانی کے لئے علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری عفی عنہ کی تالیف "التمهيد" کا مطالعہ فرمایئے۔ (ادارہ)

marfat.com

اپنی پوری توانائی صرف کرتے رہتے ہیں، لیکن جب مبلغ کی "تیز رفتاری میں استقامت کا عنصر" غالب دیکھتے ہیں تو مایوس ہو کر ذہن ہٹا لیتے ہیں، نتیجتاً یا تو دائیں بائیں دیکھنا شروع کر دیتے ہیں اور یا پھر اٹھ کر اجتماع گاہ سے ہی باہر نکل جاتے ہیں۔

یونہی بہت آہستہ رفتار بھی نہ ہو ورنہ مکمل و مسلسل توجہ مرکوز رکھنے اور ہر لفظ کے باہر آنے کا انتظار کرنے کے باعث بہت جلد ان کا ذہن تھک جائے گا، جس کے باعث تھوڑی دیر بعد ہی نیند ان پر غلبہ کر لے گی۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شروع شروع میں رفتار بالکل مناسب ہوتی ہے لیکن جیسے جیسے بیان آگے بڑھتا ہے، رفتار بھی بڑھتی چلی جاتی ہے حتی کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی، اب صورتِ حال یہ ہو جاتی ہے کہ اگر مبلغ چاہے بھی تو اپنی رفتار کم نہیں کر سکتا۔ لھذا دورانِ بیان خوب غور کرتے رہیں، اگر کسی بھی مقام پر محسوس ہو کہ رفتار کچھ بڑھ گئی ہے، تو فوراً دوبارہ آہستگی کی طرف مائل ہو جائیں۔

زیادہ بہتر یہ رہے گا کہ آپ بیان سے پہلے کسی اسلامی بھائی کو خود پر محاسب مقرر فرما لیں کہ "جیسے ہی آپ کی اسپیڈ تیز ہو وہ فوراً کسی اشارے کے ذریعے آپ کو بتا دے۔" "کیونکہ" بسا اوقات خود مبلغ کو اندازہ نہیں ہو پاتا کہ میری رفتار تیز ہو گئی ہے۔ "اس طرح بھی رفتار قابو کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ یہ محاسب اس وقت تک مقرر رکھنا چاہیئے کہ "جب تک رفتار پر کامل طور پر کنٹرول حاصل نہ ہو جائے۔"

اگر رفتار پر مکمل قابو دیکھنا مقصود ہو تو حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے

marfat.com

بیانات پر اس پہلو سے توجہ کر کے دیکھئے۔ الحمد للہ! راقم الحروف کو حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیانات کو بغور سننے کی برکت سے رفتار پر کسی حد تک قابو پانے میں بہت مدد حاصل ہوئی۔

(11) لہجہ :۔

ایک خوبصورت اور پر تاثیر بیان کے لئے لہجے کے صحیح استعمال پر قدرت حاصل ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ لہجے کے بر وقت درست استعمال سے ایک عام بات کو بھی خاص بنایا جاسکتا ہے۔

مبلغ کو چاہیئے کہ بیان سے پہلے مواد کو پڑھتے ہوئے اس پہلو پر بھی غور کرلے۔ چنانچہ جس قسم کے جملے نظر آئیں، اسی قسم کا لہجہ بنانے کا پریکٹکل کر کے دیکھ لے۔ مثلاً کسی جملے میں "غصے" کا اظہار نظر آیا تو اسے بیان کرتے ہوئے "غصیلہ لہجہ" ہونا چاہیئے۔ "تعجبیہ جملہ" ہو تو "تعجب وحیرت والا"۔۔۔۔ "خوشی" کی بات ہو تو "خوشی والا"۔۔۔۔ "غم ورنج" کی بات ہو تو "غم والا"۔۔۔۔ "شکایت" کا اظہار کیا گیا ہو تو "شکایت والا" اور "بے چارگی" پر مشتمل ہو تو "بے چارگی والا لہجہ" ہونا چاہیئے۔

نیز یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ "فضائل وغیرہ پر مشتمل احادیث یا واقعات" میں جس جملے میں "فضیلت وغیرہ 'اہم بات" ذکر کی گئی ہو، اسے بے حد "احتیاط" سے ادا کریں، کیونکہ اس پر پوری حدیث یا واقعہ کی "اہمیت کا دارومدار" ہوتا ہے، اسے صحیح طریقے سے ادا نہ کرنے کی بناء پر مطلوبہ نتیجہ حاصل ہونا مشکل ہے۔ ایسے جملے کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ "اولاً اس جملے میں وہ لفظ تلاش کریں کہ جو اہمیت کا حامل یا کسی فضیلت پر دلالت کررہا ہے، مثلاً

marfat.com

سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو مجھ پر جمعہ کے روز اسی مرتبہ درودِ پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی برس کے گناہوں کی بخشش فرمادیتا ہے۔"

اس حدیثِ مبارکہ کے آخری جملے میں دو الفاظ "مذکورہ بیان کردہ فضیلت کے اعتبار سے "اہم ہیں۔(۱)اسی برس۔(۲) بخشش۔ پس جب اس جملے پر پہنچیں تو آواز کی رفتار تیز نہ ہونے پائے، اب لفظ اسی برس اور بخشش پر زور دے کر ادا فرمائیں، زور دینے کا طریقہ یہ ہے کہ "جب ان الفاظ کو ادا کرنے لگیں، تو اپنا منہ بالکل مائیک کے ساتھ لگالیں۔"

اس بات کو تحریری طور پر سمجھانا کچھ مشکل ہے، عملی طور پر اسے بہتر انداز سے "سمجھا" یا "سمجھایا" جاسکتا ہے، ہاں اتنا ضرور کیجئے کہ اس نکتے کو پیشِ نظر رکھ کر حضرت صاحب (مدظلہ العالی) اور پرانے تجربہ کار مبلغین کا بیان سنئے، ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد بات مکمل طور پر سمجھ میں آجائے گی۔

لہجے کی درستگی کا امتحان لینا مقصود ہو تو اپنے گھر میں بیان کرکے اس کا کیسٹ بنالیں اور پھر اسے سنیں کہ "لہجہ درست ہے یا نہیں؟" جو غلطی محسوس ہو اس سے بچیں، ان شاء اللہ عزوجل کچھ ہی عرصے میں لہجہ بہت حد تک صحیح ہو چکا ہو گا۔

(12) اشارے :۔

بیان کے دوران اپنی بات کو ہاتھ کے اشارے سے سمجھانا خود اعتمادی کی علامت اور تاثیر بڑھانے میں اہم کردار کا حامل ہے۔ ڈرے سہمے انداز میں کھڑے ہو کر، ہاتھ ہلائے بغیر بیان کرنے سے سننے والوں پر مبلغ کا اچھا تاثر قائم نہیں ہوپاتا، نیز اپنی بات سمجھانے میں بہت دشواری بھی پیش آتی ہے، بلکہ

marfat.com

بعض اوقات تو ہاتھ سے اشارہ کئے بغیر بات سمجھانا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ مثلاً اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کا یہ شعر،

قصرِ دنیٰ تک کس کی رسائی
جاتے یہ ہیں ، آتے یہ ہیں

اس شعر میں اگر "قصرِ دنیٰ" کو سمجھانے کے لئے "آسمان کی طرف اشارہ" نہ کیا جائے تو سننے والوں کی اکثریت نہیں سمجھ سکتی کہ اس سے کیا مراد لیا گیا ہے۔

لیکن یہ خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ جہاں اشارے کی ضرورت ہو وہیں کیا جائے، اگر زبردستی اشارہ کیا، یا غلط مقام پر کرنے کی کوشش کی، تو فائدے کے بجائے الٹا نقصان ہوگا۔

راقم الحروف نے ایک مرتبہ دورانِ تربیت اس کی افادیت کے بارے میں گزارشات پیش کیں، ایک اسلامی بھائی نے اپنے اگلے ہی بیان میں اس کا "کچھ زیادہ ہی پرجوش طریقے" سے پریکٹکل کیا، نتیجتاً ان کے کثرت سے خلافِ موقع ہاتھ ہلانے کے باعث لوگوں نے مسکراتے ہوئے بیان کو سنا۔

اگر اس کا صحیح استعمال کرتے ہوئے دیکھنا چاہیں تو کبھی امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی کو بیان کرتے ہوئے بغور ملاحظہ فرمایئے۔

(13) چہرے کے تاثرات :۔

جس طرح مختلف نوعیت کے جملوں کی ادائیگی کے وقت لہجے میں تبدیلی ضروری ہے، بالکل اسی طرح چہرے کے تاثرات میں بھی تبدیلی واقع ہونی چاہیے۔ مثلاً جب غصے کی بات بیان کریں تو چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہو

marfat.com

جائیں، جب خوشی یا فضیلت پر مشتمل بات ذکر کریں، تو چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہو جائے، غمگین بات پر چہرہ مغموم ہونا چاہیئے۔۔۔۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔

چہرے کے تاثرات کی تبدیلی اس لئے ضروری ہے کہ اس کے باعث بیان کی تاثیر بڑھ جاتی ہے، کیونکہ قریب بیٹھے ہوئے سامعین مبلغ کے چہرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، اب یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ سامنے والے کے چہرے پر جس قسم کے تاثرات دیکھتا ہے، اس کے دل پر اسی قسم کی کیفیات مرتب ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب ہم کسی کو روتے دیکھیں تو غم محسوس ہوتا ہے، کوئی ہمارے سامنے ہنس پڑے تو نہ چاہتے ہوئے، ہمارے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ چھا جاتی ہے، کوئی غصے میں ہو تو دل میں خوف محسوس ہوتا ہے۔ پس اسی طرح جب ہم دورانِ بیان اپنے چہرے کے تاثرات کو جملوں کے مطابق تبدیل کریں گے تو سامنے والوں کی دل کی کیفیات بھی مختلف ہوتی چلی جائیں گی اور اس طرح ہر ہر جملہ ان کے قلوب پر اثر انداز ہوگا۔

آپ کبھی کسی ہوٹل یا بس یا ریل گاڑی یا فٹ پاتھ وغیرہ پر بیٹھ کر گفتگو کرنے والوں کو بغور ملاحظہ فرمایئے، آپ دیکھیں گے کہ وہ بلا تکلف اپنی بات سمجھانے کے لئے ہاتھوں سے اشارے بھی کر رہے ہوں گے اور گفتگو کے مطابق ان کے چہروں کے تاثرات میں تبدیلی بھی واقع ہو رہی ہو گی، خصوصاً جب کوئی اہم بات بیان کر رہے ہوں، تب ان کے اشارے اور تاثرات ضرور نوٹ کیجئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قدرت نے ہر شخص کو بغیر کسی استاد کے یہ بات پہلے ہی سے سکھا دی ہے کہ اپنی بات کو سمجھانے اور اس میں مزید اثر پیدا کرنے کے لئے اشاروں اور تاثرات کا سہارا لینا بے حد مفید ثابت ہوتا ہے۔

marfat.com

اس کے بر عکس "بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ بیان کرنا" یا "غلط تاثرات کا اظہار کرنا"۔۔۔۔بیان کی اہمیت کو بے حد کم کر دیتا ہے۔

غلط تاثرات سے مراد یہ ہے کہ "جہاں غصے کی بات ہو وہاں مسکرا دینا، جہاں خوشی کا اظہار ہونا چاہیے اس جگہ بالکل بے تاثر چہرہ بنا لینا، جیسے کسی نے مار کر کھڑا کر دیا ہے۔ یونہی موت وغیرہ کا ذکر کر کے غمگین چہرے کے بجائے مسکرانا شروع کر دینا وغیرھا۔

اس پر مہارت وعبور کے چند طریقے ہیں۔

☆بیان سے قبل اپنے گھر میں آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو دیکھ کر یہ جملے ادا کیجئے، اور غور کرتے جائیے کہ کس مقام پر چہرے پر تاثر قائم نہیں ہوئے، اس مقام پر خصوصی توجہ کر کے غلطی کو دور فرمائیں۔

☆کسی اسلامی بھائی کو محاسب مقرر کر کے اُس کے سامنے ادا کر کے دیکھیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ کوئی بے تکلف دوست نہ ہو، ورنہ ہنسی روکنا مشکل ہو گا۔

☆ مبلغین کو بیان کرتا دیکھیں۔

مدینہ :۔ حتی الامکان تاثرات کے سلسلے میں تکلف سے بچنے کی کوشش کریں، کیونکہ تکلفاً تاثرات غالب کرنے کی بناء پر "مبلغ کے حق میں ریاکاری میں مبتلاء ہونے کی بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔"

(14) آیتِ پاک پڑھنا:۔

اگر کوئی آیتِ پاک بیان کرنا مقصود ہو تو پہلے اسے دو تین مرتبہ بلند آواز سے پڑھ لیں، تاکہ دورانِ بیان زبان اٹک نہ جائے۔ نیز آیتِ کریمہ اسی وقت

marfat.com

پڑھیں کہ جب آپ کے مخارج بالکل درست ہوں، ورنہ گناہ گار ہونے کے ساتھ ساتھ سننے والوں کی طرف سے قابلِ گرفت ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ چنانچہ اگر مخارج درست نہ ہوں، تو "بغیر ذلت و بے عزتی محسوس کئے" صرف ترجمے پر ہی اکتفاء کیجئے۔

(15) آپ، ہم، وغیرہ کا استعمال :۔

بیان میں بسا اوقات صرف سننے والوں کو خطاب کرنا ہوتا ہے مثلاً سننے والوں کو اجتماع کی دعوت دیتے ہوئے مبلغ کا یوں کہنا کہ "آپ دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں پابندی سے شرکت فرمایا کیجئے۔"

بعض اوقات کسی مسئلے کے سلسلے میں ان کے ساتھ ساتھ خود کو بھی شامل کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً کسی گناہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے یوں کہنا کہ "اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

اور کبھی نوعیت اس قسم کی ہوتی ہے کہ نہ تو وہاں سامنے والوں کو مخاطب کرنا مناسب ہوتا ہے اور نہ خود کو، بلکہ مطلقاً تمام مسلمانوں کو سامنے رکھ کر بات کی جاتی ہے۔ مثلاً یوں کہنا کہ "آج کل کم علمی کے باعث بات بات پر کلماتِ کفر بک دیئے جاتے ہیں، ہر مسلمان کو اس معاملے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔"

اگر مبلغ مذکورہ استعمال سے ناواقف ہے اور ان کا غلط استعمال کرتا ہے تو اس کا بھی بیان پر برا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً یوں کہا کہ "ہم تو ہر وقت کلمۂ کفر بکتے رہتے ہیں۔" یا "آپ ہر وقت کلمۂ کفر بکتے رہتے ہیں۔" یا "آپ بہت زیادہ گناہ گار ہیں، لھذا آپ کو چاہیئے کہ ان گناہوں کو چھوڑ دیں۔" یا "اللہ تعالیٰ آپ کو نیکیوں

marfat.com

کے معاملے میں سستی سے بچا جائے۔" سمجھ دار اسلامی بھائی بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس غلط استعمال کی بناء پر سامعین کے ذہن میں مبلغ کے متعلق کس قسم کے خیالات پیدا ہوں گے، ہو سکتا ہے کہ کوئی یوں کہتا ہوا بھی نظر آئے کہ "لو بھئی! ہمیں تو گناہ گار بنادیا، خود تو بڑا اللہ کا ولی ہے........."

(16) درودِ پاک کا صحیح تلفظ :۔

بعض اوقات تیزی سے ادائیگی کی بناء پر درودِ پاک کیا لفاظ چب کر ادا ہوتے ہیں، جس کے باعث صرف اتنا ہی سننے میں آتا ہے، "صلووسلم"۔اس طرح ادائیگی میں درودِ پاک کی برکات سے محرومی تو ہوتی ہی ہے، ساتھ ساتھ لوگوں کو شدید بد ظن ہوتے بھی دیکھا گیا ہے۔لھذا جب بھی درودِ پاک پر پہنچنے لگیں فوراً ذہن بنالیں کہ "اب رفتار آہستہ کر کے درست طریقے سے درودِ پاک ادا کرنا ہے۔" اس طرح پہلے ہی ذہنی طور پر تیار رہنے کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد صحیح ادائیگی پر قدرت حاصل ہو جائے گی۔اس کے لئے بھی خود پر ایک محاسب مقرر کرنا مفید رہے گا۔

(17) ایک لفظ کی تکرار :۔

بعض اسلامی بھائی ایک لفظ کو غیر ارادی طور پر بار بار دہرانے کے عادی ہوتے ہیں، مثلاً "مطلب یہ ہے کہ"...."پھر کیا ہوا"...."ہیں"...."معلوم یہ ہوا"...."معنیٰ یہ ہے کہ" وغیرہ وغیرہ۔انھیں چاہیے کہ اس عادت سے جان چھڑائیں تاکہ بیان کی سلاست وروانی میں فرق نہ پڑے، نیز اس کے باعث جملے بے ربط نہ ہو جائیں اور لوگ بار بار ایک ہی لفظ کو سن کر بیزاریت وبوریت و مزاح محسوس نہ کریں۔ اگر کسی مبلغ کو خود یہ احساس نہ ہو

marfat.com

کہ میں کوئی لفظ بار بار دہراتا ہوں تو اسے چاہیئے کہ کسی کو اس پر محاسب مقرر کرلے تاکہ اپنی اس عادت پر مطلع ہو سکے۔

(18) اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا :۔

بعض اوقات بیان میں زور پیدا کرنے کے لئے "نفس و شیطان کے ورغلانے" میں آکر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی جانب جھوٹی باتیں منسوب کر دی جاتی ہیں، یہ بہت بڑا گناہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے بے خوفی کی عظیم علامت ہے۔

کاش! ایسے مبلغین و مقررین و خطباء حضرات درجِ ذیل آیتِ کریمہ اور حدیثِ پاک کو ہمیشہ ذہن نشین رکھتے.....

☆اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے، **"فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ۔** یعنی، تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے۔

﴿ترجمۂ کنزالایمان: الانعام ۱۴۴، پ ۸﴾

اور ☆حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔" ﴿ابن ماجہ، باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول اللہ ﷺ﴾

ایسے غیر محتاط حضرات کو دو وجوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ کا خوف محسوس کرنا چاہیئے تھا۔

(۱) جھوٹ گھڑنے کے باعث۔اور

marfat.com

(۲) لوگوں کا اس جھوٹ کو آگے روایت کر کے ان کے لئے گناہِ جاریہ کا سبب بننے کی وجہ ہے۔

جیسا کہ حضرت جریر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”جس نے اچھا طریقہ جاری کیا، پھر اس پر عمل کیا گیا تو ایسے شخص کو اپنا اور تمام عمل کرنے والوں کا ثواب ملے گا، جب کہ ان لوگوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہو گی۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا، پھر وہ طریقہ اپنایا گیا تو اس کے لئے اپنا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل پیرا ہوئے، بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں سے کچھ کم کیا جائے۔

﴿ترمذی۔باب ما جاء فی من دعا الی ھدی فاتبع﴾

بیان سننے والے مبلغین کو چاہئے کہ جب کوئی ”ماحول“ کا مبلغ، اجتماع وغیرہ میں اس قسم کی غلطی کرتا ہوا محسوس ہو تو ان سے اس بات کا حوالہ ضرور طلب فرمائیں تاکہ ”احتساب کے خوف کی وجہ سے“ ان کی طبیعت میں احتیاط پسندی کا مادہ بڑھے اور اس اعتبار سے ”ماحول پر تنقید“ اور ”بربادئ آخرت“ کے دروازے بند ہو جائیں۔ راقم الحروف نے چند مرتبہ اس قسم کے غیر محتاط حضرات کی خدمت میں استفسار کیا تو کوئی معقول جواب نہ ملا، اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت عطا فرمائے کہ ”صرف وقتی طور پر مخلوق کی جانب سے ملنے والی خوشی کی خاطر اس گناہِ عظیم کے ارتکاب پر جرأت مند نہ ہوں۔“

(19) فقہی اور اختلافی مسائل بیان کرنا:۔

حتی الامکان فقہی اور اختلافی مسائل کے بیان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مبلغ نہ تو ان کے تمام پہلوؤں کی

marfat.com

معرفت رکھتا ہے اور نہ ہی مکمل شرح وبسط کے ساتھ ان کی ادائیگی پر قدرت۔ چنانچہ جب ناقص معلومات کے ساتھ اس قسم کے مسائل کو بیان کرنے کی غلطی کی جاتی ہے تو بجائے فائدے کے عموماً نقصان کا منہ ہی دیکھنا پڑتا ہے۔ ہاں اگر کوئی مبلغ شرعی مسائل میں فقہائے کرام کے اختلاف پر اطلاع رکھتا ہے، اسے راجح ومرجوح اقوال کی معرفت حاصل ہے اور ایک مسئلے کے تمام پہلوؤں پر گفتگو پر قادر ہے، نیز اختلافی مسائل میں اپنا عقیدہ مکمل طور پر جانتا ہے اور لوگوں کی ذہنی سطح کو پیشِ نظر رکھ کر اس قسم کے مسائل کو بغیر کسی کی طرف اشارہ کئے مثبت انداز سے بیان کرنے پر قادر بھی ہے، تو اسے بیان کرنے میں حرج نہیں، لیکن انھیں بھی چاہیئے اس قسم کے مسائل کو باقاعدہ موضوع بنا کر بیان نہ کریں بلکہ کسی دوسرے موضوع کے تحت ضمناً ذکر کریں۔ کیونکہ خصوصاً اختلافی مسائل کا بیان بعض سامعین کو بالکل سمجھ میں نہیں آتا اور وہ اس پر زبانِ اعتراض دراز کرتے نظر آتے ہیں۔

(20) مخالفین کے تراجم اور ان کا حوالہ :۔

جب کوئی مبلغ دورانِ بیان کسی بزرگ کی لکھی ہوئی "عربی کتاب" کا نام لے کر حوالہ دیتا ہے، تو فطرتاً دیگر مبلغین اور مطالعہ کا شوق رکھنے والی عوام الناس اس کتاب کا ترجمہ حاصل کرنے کی جستجو کرتی ہے، چنانچہ مختلف کتب خانوں پر جا کر اس کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ سننے والوں کی اس کیفیت کے پیشِ نظر مبلغین کو چاہیئے کہ "کسی بھی ایسی کتاب کا حوالہ دینے سے گریز کریں کہ جس کا ترجمہ علمائے اہلِ سنت نے نہ کیا ہو"... کیونکہ "جب ترغیب پا کر لوگ مخالفین کے ترجمے پڑھیں گے، تو لامحالہ ان کی محبت دل میں

marfat.com

پیدا ہو گی، نیز ان کے مزید تراجم کی طرف دل مائل ہو گا اور یوں ہم مالی لحاظ سے ان کی مدد کرنے میں موثر کردار ادا کرنے کا باعث بن جائیں گے۔"

اسکی ایک نحوست یہ بھی ظاہر ہو گی کہ "پڑھنے والے کے دل میں غیر محسوس طریقے سے ان کے باطل عقائد سے نفرت میں کمی واقع ہو جائے گی۔" کیونکہ ترجمہ کرتے ہوئے ہر مسلک والا اپنے مسلک کی تائید میں ملنے والی باتوں کو نمایاں طور پر بیان کرتا ہے جن کو پڑھ کر علم کی کمی کا شکار مسلمان اپنے مسلک کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے، نیز تراجم کے معاملے میں بد مذہبوں کی "خیانتیں" مشہور و معروف ہیں، یہ ناپاک لوگ دیگر مسالک کی تائید والی باتوں کا ترجمہ ہی گول کر جاتے ہیں، نیز بہت سی ایسی باتیں جو اصل کتب میں موجود نہیں، انھیں اپنے پاس سے درج کر دیتے ہیں، پڑھنے والے کو کیا معلوم کہ یہ الفاظ یا عبارت اصل کتاب میں موجود تھی یا نہیں؟ آپ کو حیرت ہو گی کہ انھوں نے احادیث کی درسی کتابوں میں بھی اس قسم کی تبدیلیاں کر دیں ہیں، [۱] اور پھر عقائدِ باطلہ سے نفرت و کراہت میں یہ کمی انسان کو کفر تک بھی پہنچا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ عمل، دیگر مبلغین کے لئے ایک دلیل کی حیثیت رکھتا ہے کہ جب ایک مرکزی مبلغ مخالفین کی کتابیں پڑھ کر بیان کر سکتا ہے، تو یہ کیوں نہیں؟ نیز جب وہ بلا خوف و خطر ان کا حوالہ دے سکتا ہے تو ان کے لئے ممانعت کیوں؟ ہاں اگر کوئی مبلغ عربی کتب کا خود ترجمہ کرنے پر قادر ہو اور وہ عربی کتاب اس کے پاس موجود بھی ہو تو اب اس کا حوالہ دینے میں حرج نہیں، لیکن اس

---

[۱]: اگر موضوع سے ہٹنے کا خطرہ نہ ہوتا تو راقم الحروف ان کی بعض خیانتوں پر [illegible]

marfat.com

صورت میں بھی اس بات کی وضاحت کر دینا بہتر ہے کہ "میں نے یہ بات فلاں عربی کتاب سے مطالعہ کر کے بیان کی ہے، تاکہ سننے والے اس کا ترجمہ تلاش کرنے کی طرف مائل نہ ہوں۔"

مدینہ :۔اگر کسی عربی کتاب کا ترجمہ "اپنے علماء" نے کیا ہو تو اس کا حوالہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

(21) اندازِ بیان میں نقل کی کوشش :۔

حتی الامکان اپنا اندازِ بیان سب سے "منفرد" رکھنے کی کوشش کریں، کسی دوسرے کا اندازِ بیان نقل کرنے میں کئی قسم کے نقصانات کا شکار ہونے کا اندیشہ ہے۔ مثلاً

(۱) اس سے دل میں "ریاکاری" پیدا ہوتی ہے، خصوصاً جب کہ سننے والے انداز پہچان کر "بہترین نقل پر مبارکباد دیتے ہوئے" تعریفی جملے کہتے ہیں۔

(۲) اس سے مبلغ کی توجہ "بیان کے معیار کو بہتر" کرنے سے "اندازِ بیان میں مشابہت پیدا کرنے کی طرف "زیادہ مائل ہو گی، نتیجتاً "معیارِ بیان" کی ترقی کی رفتار میں کمی واقع ہونے کا قوی امکان ہے۔

(۳) سننے والوں کی توجہ اس کے بیان کے مواد سے زیادہ اس جانب مبذول رہے گی کہ "یہ مبلغ نقل میں کس حد تک کامیاب رہا۔" نتیجتاً بیان کی برکات سے مکمل طور پر فیضیاب ہونا ممکن نہ رہے گا۔

(۴) ہو سکتا ہے کہ نقل میں مکمل کامیابی حاصل نہ ہو، اس سے نہ صرف خود اپنی ذات میں ناکام رہ جانے کے بارے میں "ایک افسوس وصدمے کی کیفیت" پیدا ہوتی ہے، جس کے باعث مبلغ کی صلاحیتیں متاثر ہونے کا قوی امکان ہے۔بلکہ

marfat.com

سننے والوں کو بھی مکمل لطف حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کے کان مکمل طور پر مشابہت سننا چاہتے تھے، جب یہ مقصود پورا نہ ہوا تو ان کے دل بھی " کامل اثر " قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔

ہاں اگر ان باتوں کا خوف نہ ہو تو پھر کوئی حرج بھی نہیں ہے، جیسے بعض اسلامی بھائی حضرت صاحب مدظلہ العالی کے اندازِ بیان کو بعینہ نقل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں اور ان کی ذات یا بیان وغیرہ میں کسی قسم کی کمی بھی واقع نہیں ہوتی۔

(22) اشعار کا استعمال :۔

بوقتِ ضرورت و موقع، اشعار کا استعمال بھی بیان میں نکھار پیدا کرنے میں بے حد موثر کردار ادا کرتا ہے۔ اشعار کی ادائیگی میں خیال رکھیں کہ اگر شعر کے مصرعے طویل ہیں، تو درمیان میں تھوڑا سا وقف کر کے پڑھیں، مثلاً

چاہیں تو اشارے سے اپنے، کایا ہی پلٹ دیں عالم کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سردار کا عالم کیا ہوگا

دونوں مصرعوں میں قومے کے مقام پر ہلکا سا وقف کرنا چاہیئے۔ اور اگر چھوٹے مصرعے ہوں تو دونوں مصرعوں میں درمیان میں کسی مقام پر وقف نہ کریں، اور پہلے مصرعے کے اختتام پر آواز اٹھا کر رکھیں، دوسرے مصرعے کے آخر میں آواز گرائیں۔ مثلاً

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ 'لا' ہے نہ حاجت 'اگر' کی ہے

marfat.com

اشعار کی ادائیگی یا تو کسی کو سنا کر درست کی جا سکتی ہے اور یا پھر مبلغین اور خصوصاً حضرت صاحب مدظلہ العالی کے بیانات کو غور سے سن کر۔

یاد رہے کہ "خلافِ موقع اور کثرت سے اشعار پڑھنا، بیان کی اہمیت کو کم کروا دیتا ہے۔"

(23) طنز و مزاح :۔

دورانِ بیان کبھی کبھار حسبِ ضرورت مزاح شامل کر لینا بھی سننے والوں کی طبیعت میں نشاط پیدا کر دیتا ہے، نیز اس کے باعث بیان کی طرف، ان کی توجہ میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

☆حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا مقولہ ہے کہ "دل کو آزاد بھی چھوڑ دیا کرو، خوش کن نکتے بھی سوچا کرو، کیونکہ جسم کی طرح دل بھی تھک جاتا ہے۔"

﴿جامع بیان العلم وفضلہ﴾

☆ابو خالد والبی (رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں کہ "ہم صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے، وہ اشعار اور زمانۂ جاہلیت کے قصے بھی سنایا کرتے تھے۔" (ایضاً)

لیکن اس میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ "اگر بیان مکمل طور پر سنجیدگی کا تقاضا کر رہا ہو مثلاً موت کے موضوع پر بیان ہے، تو اس صورت میں کسی مقام پر بھی مزاح نہ کیجئے، ورنہ پورے بیان کا اثر ختم ہو جائے گا اور "آدھے پونے گھنٹے کی" تمام محنت پل بھر میں ضائع ہو جائے گی۔

یونہی "بغرضِ اصلاح" طنز کا استعمال بھی قلوب پر چوٹ کرنے میں موثر ثابت ہوتا ہے، لیکن اس کے استعمال پر قدرت حاصل کیے بغیر عمل کی

marfat.com

کوشش، بعض اوقات "لوگوں کے بد ظن" ہو جانے کا سبب بھی بن جاتی ہے، لھذا جب تک محتاط انداز میں چوٹ کرنے پر ملکہ حاصل نہ ہو، اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

ان دونوں چیزوں میں مہارت حاصل کرنے کے لئے بھی تجربہ کار مبلغین کا بیان بغور سماعت فرمایئے۔

(24) افضل ومفضول کے لئے الفاظ کا استعمال :۔

افضل ومفضول کے ذکر کے وقت الفاظ کے صحیح استعمال پر خصوصی توجہ کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔ مثلاً جب مفضول، اپنے سے اعلیٰ سے کلام کر رہا ہو تو اس کے لئے "عرض" اور جب افضل، مفضول سے کلام کرے تو "فرمایا" کا لفظ استعمال کرنا چاہیئے۔ مثلاً

آپ، سرکارِ مدینہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہونے والی کوئی گفتگو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اب یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ افضل اور پیارے آقا ﷺ مفضول ہیں، چنانچہ اسے یوں بیان کرنا چاہیئے کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے ارشاد فرمایا۔" اور "پیارے آقا ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔"

یقیناً ایسے الفاظ کا استعمال اسی وقت درست ہو سکتا ہے کہ جب مبلغ اپنے ذکر کردہ نفوسِ قدسیہ کے مراتب سے خود واقف ہو گا۔ اور اس واقفیت کے لئے کثرتِ مطالعہ درکار ہے۔ اگر کہیں مراتب کی پہچان میں دقت محسوس ہو تو اس بارے میں پرانے مبلغین سے رجوع کرنا چاہیئے۔ اور اگر بیان کا موقع آ گیا اور کوئی بتانے والا نہیں ملتا تو پھر ایسے الفاظ استعمال فرمائیں کہ جو افضل و مفضول دونوں

marfat.com

کے لئے یکساں استعمال کرنا مناسب ہو۔

اس استعمالِ الفاظ میں احتیاط کے کئی فائدے ہیں۔

☆ سامعین کی طرف سے گرفت سے حفاظت رہتی ہے۔

☆ سامعین اگر افضل ومفضول کے مراتب سے ناواقف ہوں تو صراحۃً وضاحت کئے بغیر اس طریقے سے ان کے مراتب میں فرق کو جان لیا جاتا ہے۔

☆ جب مفضول کی طرف سے عاجزی کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، تو سننے والوں کے دل میں ان کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ بھی بڑوں سے ادب کے ساتھ مخاطب ہونے کی ترغیب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

(25) اسلافِ کرام (رضی اللہ عنہ) کے ناموں کے ساتھ دعا کا استعمال :۔

(i) انبیاء (علیهم اللام)

ایک نبی کا ذکر ہو تو	**"عَلَيْهِ السَّلَامَ۔"**	اس پر سلامتی نازل ہو
دو ہوں تو	**"عَلَيْهِمَا السَّلَامَ"**	ان دونوں پر سلامتی نازل ہو
اور دو سے زیادہ ہوں تو	**"عَلَيْهِمُ السَّلَامَ۔"**	ان سب پر سلامتی نازل ہو

☆ پیارے آقا ﷺ کے اسمِ گرامی کے ساتھ کم از کم، **"صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"** اور اگر کسی نے آپ ﷺ کو مخاطب کیا ہو مثلاً "یارسول اللہ!" تو، **"صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ۔"**

(ii) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

marfat.com

ایک مرد صحابی کا ذکر ہو تو	"رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ" یا "رِضوَانُ اللّٰہِ عَلَیہِ"	"اللہ اس سے راضی ہوا"
دو ہوں تو	"رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُمَا" یا "رِضوَانُ اللّٰہِ عَلَیہِمَا"	"اللہ ان دونوں سے راضی ہوا"
اور دو سے زیادہ ہوں تو	"رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُم" یا "رِضوَانُ اللّٰہِ عَلَیہِم اَجمَعِینَ۔"	"اللہ ان سب سے راضی ہوا"
اور خاتون صحابیہ ہوں تو ایک کے لئے	"رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا" یا "رِضوَانُ اللّٰہِ عَلَیہَا"۔	"اللہ اس سے راضی ہوا"
دو کے لئے	"رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُمَا" یا "رِضوَانُ اللّٰہِ عَلَیہِمَا"	"اللہ ان دو سے راضی ہوا"
اور دو سے زیادہ کے لئے	"رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُنَّ" یا "رِضوَانُ اللّٰہِ عَلَیہِنَّ۔"	"اللہ ان سب سے راضی ہوا"

(iii) اولیاء اللہ رحمہم اللہ اجمعین

ولی اللہ کا ذکر ہو تو ایک ہونے کی صورت میں	"رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ" یا "رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ" یا "قُدِّسَ سِرُّہٗ"۔	اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے۔

marfat.com

دو ہوں تو	"رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِمَا" یا "رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالیٰ" یا "قُدِّسَ سِرُّھُمَا"	اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے۔
اور دو سے زیادہ ہوں تو	"رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِم" یا "رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ" یا "قُدِّسَ سِرُّھُم"۔	اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے۔
ولیہ اللہ ہو تو، ایک کے لئے	"رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہَا" یا "رَحِمَہَا اللّٰہُ تَعَالیٰ" یا "قُدِّسَ سِرُّھَا"	اللہ تعالیٰ اس رحمت نازل فرمائے۔
دو ہوں تو	"رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِمَا" یا "رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالیٰ" یا "قُدِّسَ سِرُّھُمَا"	اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے۔
اور دو سے زیادہ ہوں تو	"رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِنَّ" یا "رَحِمَہُنَّ اللّٰہُ تَعَالیٰ" یا "قُدِّسَ سِرُّھُنَّ"۔	اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے۔

مدینہ :۔

(۱) یہ خیال رہے کہ "رضی اللہ عنہ" کا استعمال صحابی وغیر صحابی دونوں کے لئے جائز ہے، اسی طرح "رحمہ اللہ تعالیٰ" کا استعمال بھی۔ ۱؎

(۲) رضی اللہ عنہ کو "ض" سے پڑھیں، "ظ" سے پڑھنا غلط ہے۔

۱؎۔ اس کے تفصیلی دلائل کے لئے رہنمائے کامل (۳) کا مطالعہ ضرور فرمایئے۔ (ادارہ)

marfat.com

(26) مثالوں کا استعمال :۔

اگر اپنی بات کو سمجھانے کے لئے "دنیاوی مثالوں" کا سہارا لیا جائے تو نہ صرف بات بہت اچھی طرح سمجھائی جاسکتی ہے، بلکہ اس کے باعث بیان کی تاثیر میں بے حد اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔لھذا بیان کرنے سے پہلے اس پہلو پر بھی غور کرلیں کہ "بیان میں موجود کس بات کو مثال کے ذریعے سمجھانا بہتر رہے گا اور اس کے لئے کیا مثال بیان کی جائے؟"ے ا

(27) مال داروں، کھیل کود، حرام کاروبار، ٹی وی، وی. سی. آر، پینٹ شرٹ وغیرہ کی مذمت میں احتیاط :۔

مال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس کے باعث ہزارہا دین کے کام پایۂ تکمیل تک پہنچتے ہیں، نیز بے شمار عبادات کی ادائیگی صرف مال کی موجودگی پر موقوف ہے۔فی نفسہ مال کوئی بری شے نہیں، ہاں ہمارا اسے غلط طریقے سے حاصل یا استعمال کرنا، اس میں عیب پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔یونہی مال کا جمع کرنا بھی بعض صورتوں میں ممنوع و قابلِ گرفت ہے اور بعض صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔مال کی مذمت بیان کرتے ہوئے ان تمام امور کو پیشِ نظر رکھنا بے حد ضروری ہے، ورنہ مطلقاً مال کی مذمت بیان کرنے کی بناء پر نہ صرف مال دار حضرات کے ناراض ہونے کا خطرہ ہے، بلکہ خود ماحول سے وابستہ اسلامی بھائیوں کا محفوظ رہنا بھی مشکل ہے، بلکہ ہمارے کئی اسلافِ کرام (رحمہم اللہ

ے ا۔ مثالیں کس طرح تیار کی جائیں؟ کس بات کو کس مثال سے بیان کرنا چاہیے؟ مثال سے بیان میں تاثیر کیوں بڑھ جاتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ سوالات کے جوابات کے لئے علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری صاحب کی تالیف لطیف "الامثلہ" کا مطالعہ فرمایئے۔ "(ادارہ)

marfat.com

تعالیٰ) کے بارے میں بھی بدگمانی پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

کھیل کود کے بارے میں بھی احتیاط کے ساتھ بیان کرنا چاہیئے، اس کے لئے پہلے ہمیں خود معلوم ہونا چاہیئے کہ "کون سا کھیل ناجائز ہے اور کیوں؟" ہو سکتا ہے کہ ایک کھیل شرعی اعتبار سے مباح ہو، لیکن کم علمی کے باعث اسے حرام قرار دے دیا جائے، ایسی صورت میں کھیلنے والے کا انجام کیا ہوگا، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن مبلغ کے بارے میں بغیر شک کے کہا جا سکتا ہے کہ "حضرت! اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی شے کو حرام قرار دینے کے گناہ میں مبتلاء ہو چکے ہیں، جس پر توبہ کرنا واجب ہے۔"

اور بالفرض اگر حرام و ناجائز کھیلوں اور ان کے حرام و ناجائز ہونے کے سبب کی معرفت حاصل بھی ہو تو بھی احتیاط اسی میں ہے کہ ان کی کھل کر مذمت نہ کریں، کیونکہ سننے والوں میں کثیر ایسے بھی ہوں گے کہ جو بعض کھیلوں سے والہانہ محبت رکھتے ہیں، اور یقیناً اپنے محبوب کی مذمت سننا کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ لھذا اس طرح "اصلاح کے امکانات کم" اور "بگاڑ کے زیادہ" ہے۔ لھذا بہتر یہ ہے کہ اگر مذمت کرنا ہی ہو تو مطلقاً کھیلوں کی قباحت بیان کریں، کسی ایک مخصوص کھیل کا نام نہ لیں، نیز قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وجہ بھی بیان ہونی چاہیئے، تاکہ سننے والوں کو اطمئنانِ قلبی حاصل ہو جائے۔

یونہی بیان سننے والوں میں بعض اوقات "حرام کاروبار میں مشغول حضرات" بھی بیٹھے ہوتے ہیں، یہاں بھی اگر حرام مال کی مذمت بیان کرنی ہو تو کسی کاروبار کا نام لئے بغیر مذمت کریں، ورنہ ایسے لوگوں کی اصلاح ہونا مشکل ہے، ناراضگی کے امکانات زیادہ ہیں۔

marfat.com

ٹی وی، وی سی آر وغیرہ کے خلاف بولنے میں بھی بے حد احتیاط درکار ہے، فی زمانہ یہ نحوستیں ہر ہر گھر میں داخل ہو چکی ہیں، لھذا ایک سننے والے کا ذہن بن بھی جائے تو دیگر کا "بجنا، ہٹانا" بے حد مشکل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس پر صرف پرانے مبلغین ہی کلام کریں اور وہ بھی بہت احتیاط کے ساتھ اور مختصر۔

اسی طرح پینٹ شرٹ وغیرہ بھی آج کل عام ہو چکی ہیں، بعض اوقات شوقیہ اور بسا اوقات مجبوراً بھی پہننی پڑ جاتی ہے، جیسے اسکول یونیفارم یا نوکری وغیرہ کے دوران۔ چنانچہ اس پر بیان کرنا بھی مفید کم اور غیر مفید زیادہ ثابت ہو گا۔ یہاں بھی یہ مسئلہ بے حد قابلِ غور ہے کہ بعض مبلغین پینٹ شرٹ وغیرہ کی مذمت کرتے ہوئے بسا اوقات یہ حدیثِ پاک بیان کر دیتے ہیں کہ "جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے، وہ انھیں میں سے ہے۔" ایسے تمام مبلغین کی خدمت میں مؤدبانہ مدنی گزارش ہے کہ پہلے اس حدیث پاک کا صحیح مفہوم جانیں، پھر اسے کسی مناسب مقام پر بطورِ دلیل پیش کریں، ورنہ غلط مقام پر اس کا بیان، شرعی اعتبار سے خود ان کے لئے قابلِ گرفت ثابت ہو گا۔ ؎۱

مدینہ:۔ ان تمام مذکورہ اشیاء کی مذمت کا معاملہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے حوالے کرنا ہی مناسب ہے، آپ کے ان میں سے کسی چیز کی مذمت فرمانے کی صورت میں اصلاح کے امکانات واضح و روشن ہیں، کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ "اس قسم کی بات کہنے کے بعد بات کو کس طرح سنبھالنا چاہئے"، جب کہ دیگر مبلغین بات کہنا تو جانتے ہیں، لیکن سنبھالنا ان کے بس سے باہر ہو جاتا ہے، لھذا یہ کہنا مناسب ہو گا کہ "حضرت صاحب کی ذاتِ کریمہ پر خود کو قیاس کرتے ہوئے

؎۱۔ اس حدیث پاک کا صحیح مفہوم جاننے کے لئے "رہنمائے کامل (حصہ ۳)" کا مطالعہ فرمائیں۔ (ادارہ)

marfat.com

ان امور پر جرأت مندی کے ساتھ سخت بیان کرنا، بیوقوفی کی واضح علامت ہے۔ "اگر کوئی مبلغ اس قسم کے مرض میں مبتلاء اسلامی بھائیوں کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ " انھیں حضرت صاحب(مد ظلہ العالی) کے بیانات کی کیسٹیں سننے کے لئے دے۔"

(28) اللہ تعالیٰ کے لئے واحد کا صیغہ :۔

وحدانیت کا لحاظ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے واحد کے صیغے کا استعمال بزرگانِ دین میں جاری وساری رہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا لفظ استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہیئے، اسی میں ادب ہے۔ چنانچہ یوں نہ کہیں کہ "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"، بلکہ اس طرح کہنا مناسب کہ " اللہ عزوجل فرماتا ہے۔"

(29) دورانِ بیان غلطی واقع ہونا :۔

اگر کبھی دورانِ بیان کوئی ایسی غلطی ہو جائے کہ " جس پر شرعی اعتبار سے گرفت ہوتی ہو" تو فوراً اس کی وضاحت فرمادیں، اس میں ہرگز ہرگز شرم محسوس نہ کریں، کیونکہ اگر اس غلطی کو آگے روایت کیا گیا، تو جتنے لوگ اس میں مبتلاء ہوتے رہیں گے، ان سب کا وبال بیان کرنے والے کی گردن پر ہوگا، چنانچہ اس معاملے میں دنیا کی چند روزہ زندگی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو پیشِ نظر رکھیں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سامعین میں سے کوئی شخص اس پر مطلع ہو جائے تو نتیجتاً اس کے "اس مبلغ اور دعوتِ اسلامی کے ماحول" سے بد ظن ہونے کا قوی امکان ہے۔ اور بالفرض اگر دورانِ بیان اپنی غلطی پر اطلاع نہ ملی، بعد میں

marfat.com

مطلع ہوئے، تو توبہ کے ساتھ ساتھ دیکھیں کہ "اگر وہ غلطی اس قسم کی ہے کہ جس کی تلافی ضروری ہے مثلاً کوئی بات کفر نہ تھی، اسے کفر کہہ دیا، یا کوئی کفریہ معاملہ تھا، اسے درست قرار دے دیا، تو اگلے اجتماع میں مناسب موقع تلاش کر کے اس کی وضاحت فرمادیں۔"

(30) دورانِ بیان اٹک جانا :۔

اگر دورانِ بیان کسی بات پر اٹک جائیں، تو گھبرائے بغیر سننے والوں کو درودِ پاک پڑھنے کا کہیں، اتنے وقفے میں اپنے آپ کو سنبھال لیں۔

(31) فی زمانہ ناقابلِ عمل بات کو بیان کرنا :۔

کوئی بھی ایسی بات بیان کرنے سے گریز کریں کہ جس پر فی زمانہ عمل کرنا مشکل یا تنظیمی اعتبار سے نقصان کا باعث ہو۔ مثلاً اس قسم کا واقعہ کہ "ایک بزرگ نے شہرت سے بچنے کے لئے مسجد میں جا کر لوگوں کے جوتے چادر میں چھپالئے، کسی کی ان پر نگاہ پڑ گئی، لوگوں نے آپ کو چور سمجھ کر مارنا پیٹنا شروع کر دیا، اس طرح آپ نے خود کو شہرت سے محفوظ فرمالیا۔"

اب خود غور فرمالیں کہ "اس روایت کے بیان کرنے سے کون سا تنظیمی فائدہ حاصل ہو گا؟"

(32) عوام کو اسلاف سے بدگمانی سے بچانا :۔

کوئی بھی ایسی بات بیان نہیں ہونی چاہیئے کہ "جس کے باعث عوام الناس کی نگاہوں میں اسلافِ کرام کے متعلق بدگمانیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔" مثلاً "صحابۂ کرام (رضی اللہ عنھم) کے آپس کے معاملات۔" خصوصاً تاریخ الخلفاء اور تاریخ کے موضوع پر لکھی گئی دیگر کتابوں کی روایات بیان کرتے ہوئے اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

marfat.com

(33) محاسبہ وعمل کی ترغیب :۔

اگر یہ خواہش ہو کہ ''یہ بیان محض وقت گزاری کا ذریعہ نہ بنے بلکہ سننے والے میرے بیان پر عمل پیرا ہو کر ثوابِ جاریہ کا سبب بن جائیں''، تو دورانِ بیان ہر قابلِ محاسبہ بات پر محاسبے کی سوچ دیتے رہیئے اور اختتامِ بیان کے وقت عمل کی تلقین کریں، نیز ساتھ ساتھ یہ بھی ضرور بتائیں کہ ''اس بات پر کس طرح عمل پیرا ہونا ممکن ہے ؟اس کا طریقہ کیا ہے ؟اور اس پر استقامت کس طرح حاصل کی جائے ؟''ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا فائدہ بہت جلد دیکھا یا محسوس کیا جاسکتا ہے۔

لیکن یہاں اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ محاسبہ ،بیان میں ذکر کردہ مواد سے مطابقت رکھنے والا ہونا چاہیئے ،ایسا نہ ہو کہ بیان کسی اور موضوع پر تھا اور محاسبہ کی دعوت کسی اور موضوع کے تحت دی جارہی ہے ،اگر ایسا ہوا تو یقیناً اس سے نفع کا حصول مشکل ہے۔ مثلاً تکبر کے بیان کے آخر میں اس الفاظ سے محاسبہ کروایا،

''پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے تکبر کی آفتیں ملاحظہ فرمائیں، ان کی روشنی میں ہمیں بھی اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ ہم بھی آخرت کی فکر رکھتے ہیں یا نہیں ؟ہمیں چاہیئے کہ ہمہ وقت آخرت کی فکر رکھا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکے، آخرت کی فکر رکھنے کی برکت سے نیک اعمال پر استقامت ملے گی اور گناہوں سے جان چھٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فکرِ آخرت کی توفیق عطا فرمائے۔ امین''

امید ہے کہ مثال سے مقصود سمجھ میں آگیا ہوگا۔

marfat.com

(34) اختتام :۔

ہر مبلغ کو چاہئے کہ اپنے بیان کا اختتام "**دعوتِ اسلامی**" کے ماحول کی فضیلت پر کرے تاکہ سننے والوں کے دل ماحول کی طرف مائل ہوں اور ان کے ذہنوں میں "نیکیوں پر استقامت اور گناہوں سے دوری کے سلسلے" میں ماحول کے لازم وضروری ہونے کا تصور جڑ پکڑ لے۔ یقیناً اس کے لئے کافی غور وتفکر کی ضرورت ہے کیوں کہ محاسے کی طرح، اختتام کا بھی موضوع سے مربوط ہونا بہت ضروری ہے، ورنہ کم از کم اس بیان کے ذریعے مذکورہ مقصد کا حصول مشکل ہے۔

مثلاً غیبت کا بیان کرنے کے بعد اس طرح اختتام کرنا چاہئے کہ "پیارے اسلامی بھائیو! اگر اس گناہِ عظیم سے محفوظ رہنا چاہیں تو دعوتِ اسلامی کے ماحول سے وابستگی بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے ماحول میں زبان کی حفاظت پر خصوصی توجہ کی جاتی ہے، چونکہ تمام اسلامی بھائی حتی الامکان اپنی گفتگو کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، لھذا ساتھ رہنے والے کو بھی "ممنوعہ گفتگو" کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، اس طرح کچھ ہی عرصے بعد زبان بے شمار گندی اور بری باتوں سے محفوظ ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ماحول سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔" امین

لیکن اس کے برعکس اگر یوں اختتام کی کوشش کی کہ "پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے غیبت کی تباہ کاریاں ملاحظہ فرمائیں، میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ عبادات پر استقامت کے لئے دعوتِ اسلامی کے ماحول سے ہر دم وابستہ رہنے کی کوشش فرمائیں، جو اس ماحول کے قریب آجائے، وہ جلد ہی

marfat.com

بہت سے نیک اعمال پر قادر ہونے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے، لھذا آپ بھی اس ماحول کے قریب رہنے کی کوشش کیجئے تاکہ آپ کو بھی نیکیوں پر استقامت حاصل ہو جائے۔" تو یقیناً یہ غیر مربوط فضیلت مطلوبہ مقصد کے حصول میں معاون ثابت نہیں ہو سکتی۔

(35) وقتاً فوقتاً مخاطب کرنا :۔

سامعین کو تھوڑی دیر بعد اپنی جانب متوجہ رکھنے کے لئے "پیارے اسلامی بھائیو!" بھی کہتے رہیں۔ عدم توجہی کے ساتھ سنا جانے والا بیان نہ تو "ذہن میں باقی" رہتا ہے اور نہ "سننے والے کی ذات میں کسی قسم کی تبدیلی کا سبب" بنتا ہے۔ نیز اگر انھیں متوجہ نہ کیا جائے تو تھوڑی دیر بعد ہی نیند کا غلبہ ہونے لگتا ہے اور سوتے ہوئے یا حالتِ غنودگی میں بیان سننا بھی اس کی برکات سے محرومی کا سبب بنے گا۔

لیکن اس کی بہت زیادہ کثرت بھی نہ کریں، ورنہ فائدے کے بجائے نقصان ہو گا، کیونکہ اس طرح بار بار بیان کا ربط ٹوٹے گا، اور بے ربط بیان اکثر غیر مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ راقم الحروف کو ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ "ایک مبلغ نے آدھے گھنٹے کے بیان میں تقریباً ۶۳ مرتبہ "پیارے اسلامی بھائیو" کہا۔" سبحان اللہ! غور فرمائیے کہ اس کثرت کے بعد بیان میں لوگوں کی توجہ اور استغراق کا عالم کیا ہو گا؟

(36) قرآن وحدیث کی شرح و تفسیر :۔

قرآن وحدیث کو اپنے فہم کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرنا، انسان کو "گمراہی" کا شکار کروا سکتا ہے، کیونکہ ان کے مضامین

marfat.com

سمجھنے کے لئے وسعتِ علمی درکار ہے اور ہر ایک کے پاس یہ دولت موجود نہیں ہوتی، چنانچہ اگر قرآنِ کریم اور حدیثِ پاک کی تفسیر وشرح بیان کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو "تفاسیر اور شروحات" کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، چاہے کوئی آیت یا حدیث کتنی ہی آسان کیوں نہ محسوس ہو، اپنے پاس سے ہرگز ہرگز اس کا مطلب بیان کرنے کی کوشش نہ کیجئے، اسی میں عافیت ہے۔

ایک مفید مشورہ:۔

اپنے بیان میں نکھار پیدا کرنے، اس کی تاثیر بڑھانے، اغلاط سے محفوظ رہنے اور دوسروں کی اصلاح میں مہارت حاصل کرنے کے لئے "مبلغین اور خاص طور پر امیرِ دعوتِ اسلامی (مدظلہ العالی) کا بیان خوب غور سے سنا کیجئے، سننے کے دوران غور کریں کہ "کہاں آواز اٹھانی چاہیئے، کہاں گرانا مناسب ہے، کہاں رفتار تیز ہونی چاہیئے اور کہاں بالکل کم رفتار کے ساتھ الفاظ ادا کئے جائیں وغیرہ وغیرہ۔"

یونہی عام مبلغین کے بیان میں جو کمی محسوس فرمائیں انھیں بھی نوٹ کریں اور پھر اپنے بیان کے بارے میں غور کریں کہ "میں اچھی باتوں پر عمل پیرا ہوں یا نہیں؟ اور میرا بیان فلاں فلاں نوٹ کی گئی غلطی سے پاک ہے یا نہیں؟"

ان شاء اللہ تعالیٰ اگر کچھ عرصہ اسی طرح محاسبہ کرتے ہوئے بیانات سنے اور اپنے بیان کو اغلاط سے پاک کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، تو بہت جلد کامیابی قدم چومے گی اور بیان کا معیار اس قدر خوبصورت اور بہتر ہو جائے گا کہ لوگ بے چینی سے انتظار کریں گے کہ کب اس مبلغ کا بیان آئے اور ہم اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

marfat.com

نئے مبلغ تیار کرنے کا طریقہ

ماحول سے وابستہ ہر اسلامی بھائی کو چاہیئے کہ ''نہ صرف خود اچھا مبلغ بننے کی کوشش جاری رکھے بلکہ اپنی موت سے پہلے پہلے دوسرے اسلامی بھائیوں پر محنت کر کے انھیں بھی بہترین مبلغ بنانے کی کوشش کرے۔''

نئے مبلغ تیار کرنا کچھ زیادہ مشکل کام نہیں بس تھوڑی سی حکمت اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔اس کا طریقہ حاضرِ خدمت ہے۔

(1) جو اسلامی بھائی آپ سے بیان سیکھنے کے خواہش مند ہوں،ان سے پہلے ہی طے فرمالیں کہ دورانِ تربیت ناغہ نہیں کریں گے۔کیونکہ جتنی پابندی سے بیان سیکھا جائے گا اتنی ہی جلدی صلاحیت ابھرے گی۔

(2) اب دیکھیں کہ وہ اسلامی بھائی پہلے سے درس دیتے رہے ہیں یا نہیں؟اگر نہیں، تو پہلے انھیں کسی مسجد میں درس شروع کروائیں،اگر کسی مسجد میں ممکن نہ ہو تو اپنے سامنے ہی کم از کم ۱۵ دن تک درس سنیں۔اس کی برکت سے سامنے کھڑے ہونے اور بولنے کے بارے میں کچھ نہ کچھ جھجک ضرور دور ہو جائے گی۔

(3) جب آپ محسوس فرمائیں کہ انھیں درس پر قدرت حاصل ہو گئی ہے تو اب فیضانِ سنت (فیضانِ رمضان) میں درج شدہ یہ واقعہ زبانی یاد کرنے کے لئے دے دیں۔

''شہرِ بخارا میں ایک مجوسی رہا کرتا تھا،ایک مرتبہ وہ ماہِ رمضان میں اپنے چھوٹے بچے کے ساتھ مسلمانوں کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کے بچے نے جیب سے کوئی چیز نکالی اور کھانا شروع کر دی، مجوسی نے جب یہ دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا اور اس نے اسے ایک زور دار تھپڑ رسید کیا اور بولا ''تجھے شرم نہیں

marfat.com

آتی ؟ مسلمانوں کے بازار میں رمضان کے مہینے میں سرِ عام کھا رہا ہے۔ ؟" بچے نے عرض کی، "ابا جان! آپ بھی تو کھاتے ہیں ؟" مجوسی نے کہا، "ہاں ہاں، میں بھی کھاتا ہوں لیکن چھپ کر کھاتا ہوں، سب کے سامنے کھا کر رمضان کی بے حرمتی نہیں کرتا۔" پھر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ کچھ عرصے بعد مجوسی کا انتقال ہو گیا۔ کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے باغوں میں ٹہل رہا ہے۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا کہ "تُو، تو مجوسی تھا تو جنت میں کیسے آ گیا؟" اس نے جواب دیا کہ "ہاں، واقعی میں مجوسی تھا لیکن چونکہ میں نے رمضان المبارک کی تعظیم کی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے احترامِ رمضان کی برکت سے مجھے مرنے سے پہلے ایمان نصیب فرما دیا اور مرنے کے بعد مجھے جنت عطا فرما دی۔"

(4) اب آپ انہیں درجِ ذیل بارہ باتیں لکھوا دیں کہ ابتداءً جن کا بیان میں خیال رکھنا، ضروری ہے۔

(i) قدم (یعنی قدم سیدھے اور ان کے درمیان فاصلہ کم ہو)۔ **(ii)** کپڑے (یعنی عمامہ، گریبان، پائینچے، قمیص کا دامن وغیرہ درست ہوں۔)۔ **(iii)** لوگوں کی طرف دیکھ کر بیان کرنا۔ **(iv)** دونوں جانب دیکھ کر بیان کرنا۔ **(v)** تعوذ و تسمیہ۔ **(vi)** حمد۔ **(vii)** اعتکاف کی نیت۔ **(viii)** درودِ پاک۔ **(ix)** ہاتھ میں ڈائری۔ **(x)** تاثرات۔ **(xi)** اشارے۔ **(xii)** لہجہ۔

(5) اب ان میں سے تاثرات، اشارے اور لہجے کے بارے میں بالتفصیل بتائیں کہ بیان میں کس مقام پر، کس طرح کا لہجہ، کس نوعیت کے تاثرات اور کس قسم کے اشارے استعمال کیے جائیں گے۔ مثلاً

☆ "ایک مرتبہ وہ اپنے چھوٹے بچے۔" یہاں ہاتھ سے بچے کے چھوٹے قد کی طرف اشارہ کریں۔

marfat.com

☆"گزر رہا تھا۔" گزرنے کا اشارہ کریں۔

☆"بچے نے جیب سے کوئی چیز نکال کر کھانا شروع کر دی۔" یہاں جیب سے کسی چیز کے نکالنے کا اشارہ کریں۔

☆"مجوسی نے جب یہ دیکھا۔" یہاں اپنے سائیڈ میں تھوڑا سا نیچے کی جانب دیکھیں جیسے کسی چھوٹے بچے کو دیکھا جاتا ہے۔

☆اس نے زوردار تھپڑ رسید کیا۔" یہاں تھپڑ کے اشارے کے ساتھ ساتھ "لفظ زوردار" پر لہجے میں سختی بھی پیدا کریں تاکہ لہجے سے ہی تھپڑ کے زوردار ہونے کا اندازہ ہو جائے۔

☆تجھے شرم نہیں آتی، مسلمانوں کے بازار میں سب کے سامنے کھاتا ہے ؟۔" یہاں اولاً چہرے پر غصے کے آثار نمودار کریں، پھر غصے والا لہجہ بنا کر "سوالیہ انداز میں" اس جملے کو ادا کریں۔ آپ نے مشاہدہ فرمایا ہو گا کہ "جب کوئی شخص غصے میں کلام کرتا ہے تو اس کی زبان میں بڑی روانی آجاتی ہے اور وہ تیز رفتاری کے ساتھ الفاظ ادا کرتا ہے۔" یہاں بھی اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے، لیکن تیزی سے الفاظ نکالنے میں اس بات کا خیال بھی رکھا جائے کہ "الفاظ چبیں نہیں، بلکہ بالکل واضح سنائی دیں۔"

☆ابا جان! آپ بھی تو کھاتے ہیں ؟" یہاں لہجے میں شکایت اور سوال نمایاں ہونا چاہیئے۔ نیز چہرے پر بے چارگی کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں۔

☆"ہاں ہاں، میں بھی کھاتا ہوں لیکن تیری طرح......... چھپ کر کھاتا ہوں۔" یہاں بھی لہجہ سخت اور غصیلہ ہونا چاہیئے۔

☆کسی نے اسے خواب....... جنت کے باغوں میں ٹہل رہا ہے۔" یہ جملہ بہت اہم ہے، لھذا اسے بہت احتیاط سے ادا کرنا چاہیئے۔ یہاں رفتار بالکل تیز

marfat.com

نہ ہو، آرام آرام سے الفاظ ادا کریں اور "لفظ باغوں" پر زور دیں۔

☆اس نے پوچھا...... جنت میں کیسے آ گیا؟" یقیناً ایک مجوسی کا جنت میں نظر آنا باعثِ تعجب ہے، لھذا یہاں لہجے میں حیرانی و تعجب پیدا کریں، نیز سوالیہ لہجہ بھی ہونا چاہیئے۔

☆اس نے جواب.......... لیکن چونکہ میں نے رمضان کی تعظیم کی تھی،،، لھذا احترامِ رمضان کی برکت سے،،، اللہ تعالیٰ نے مرنے سے پہلے مجھے ایمان نصیب فرمادیا،،، اور مرنے کے بعد مجھے جنت عطا فرمادی۔" یہ "آخری جملے پورے واقعے کی جان" ہیں، لھذا ان کی ادائیگی میں پوری مہارت کا ستعمال ہونا چاہیئے، ذرا سی بے احتیاطی پورے واقعے کو "بے اثر" بنادے گی۔ چنانچہ اس قسم کے جملوں کو بہت مناسب رفتار سے ادا کرنا چاہیئے، نہ بہت تیز نہ بہت ہی آہستہ۔ اب "پہلے قوموں(،،،)" پر رکیں گے، لیکن بہت ہی معمولی سا وقف ہو گا۔ پھر "دوسرے قوموں" پر تھوڑا سا ٹھہریں۔ اب اگلے جملے میں "لفظِ ایمان" پر زور دیں گے، کیوں کہ جملے میں جو لفظ اہم ہو اُسے زور دے کر ہی ادا کرنا چاہیئے، اور زور دینے کا طریقہ پہلے عرض کیا جاچکا کہ "منہ کو مائیک کے قریب کر لیں اور اگر مائیک نہ ہو تو ویسے ہی زور سے ادا کریں۔" اور آخری جملے میں "لفظِ جنت" کو بھی زور دے کر ادا فرمائیں۔

(6) اس طرح سمجھا کر اگلے روز ان سے بیان سنیں، جہاں غلطی محسوس ہو اس جملے کو بار بار ادا کروائیں۔ لہجے وغیرہ کا خصوصی طور پر خیال رکھیں۔

(7) جب اس واقعے کی ادائیگی سے مطمئن ہو جائیں، تو کوئی دوسرا واقعہ دے دیجئے، اسے بھی اسی طرح سمجھا کر اگلے روز سنیں۔ اسی یہ سلسلہ جاری رہے، حتیٰ کہ جھجک بالکل نکل جائے اور الفاظ و جملوں کی ادائیگی میں "تکلف" ختم

marfat.com

ہو جائے۔

(8) جب ان بارہ نکات پر ملکہ حاصل ہو جائے تو پھر آہستہ آہستہ باقی نکات بھی سمجھادیں۔

(8) تربیت کے دوران بالکل سنجیدہ رہنے کی کوشش کریں، کیونکہ شروع شروع میں جملوں کی ادائیگی اور خصوصاً لہجہ بنانے اور تاثرات قائم کرتے وقت ہنسی آتی ہے۔ ''اگر ہنسی، مذاق غالب رہا تو کبھی بھی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔''

(9) اب ان مبلغین کو ابتداءً علاقے میں نیکی کی دعوت کے اجتماع میں بیان دیجئے، پھر اجتماع کے بعد حلقوں میں، اگر قافلوں میں شرکت کریں تو وہاں۔ جب اچھی طرح اطمئنان ہو جائے تو پھر چھوٹا مرکزی بیان اور پھر ان شاء اللہ بڑا بیان۔

الحمد للہ! راقم الحروف نے اسی طرح نشستوں کے ذریعے کئی مقامات پر بہت سے مبلغین کو بیان سکھانے کی سعادت حاصل کی۔ جن میں سے کئی اسلامی بھائی آج کل مرکزی مبلغین ہیں۔ اس طرح بیان سکھانے کا ایک فائدہ یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ ''سیکھنے والے کو سیکھنے کے ساتھ ساتھ بیان سکھانے کی مہارت بھی حاصل'' ہو جاتی ہے اور اس طرح بیان سیکھتے سیکھتے کئی بیان سکھانے والے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے موت سے پہلے پہلے ''بہترین مبلغ'' بننے اور اس معاملے میں ہر قسم کی سستی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

marfat.com

خوشخبری

عنقریب منظرِ عام پر آنے والی دو عمدہ کتب

حیاتِ امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی

اور

ہمیں امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی سے پیار ہے